نمبر ۱۱ — یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی آخری تاریخ کو قادیان سے شایع ہوتا ہے — جلد ۵

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولٰئک ھم المفلحون (القرآن)

اور چاہیے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم کرے اور بدی سے منع کرے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں

ایڈیٹر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

قیمت سالانہ عوام سے عہ اور طلبا سے عہ اور غیر ممالک والوں سے عہ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

قادیان

بابت ماہ نومبر ۱۹۱۰ء — فہرست مضامین — مطابق ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ

باہتمام چوہدری عبدالسلام صاحب مینیجر قادیان سے شائع ہوا - اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب چھپا

اصلی ممیرا اور ممیرےکا سرمہ

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے
لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول حکیم نور الدین صاحب
مدظلہ العالی کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا جاتا ہے حضرت نے اصلی
ہے حضرت نے اس سرمہ کے متعلق
امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ
کئی لاکھ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے اسکے
مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے۔ یہ سرمہ دھند جالا پھولہ پڑوال سبل اور سرخی اور ابتدائی
موتیا بند وغیرہ امراض چشم کے لیئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فیتولہ ۲؎ قسم دوم
عہ قسم سوم عہ۔ اصلی ممیرا قسم اول ۸؎ دوم ۲؎

ترکیب استعمال۔ یہ ممیرا پتھر پر گھسکر آنکھوں میں ڈالا کرے۔ یہ سرمہ خاصکر گرمی وغیرہ کے موسم
میں جو بیمار ہوتے ہیں۔ بہت مجرب ہے۔

ست سلاجیت

(محیط اعظم سے نقل کیا ہے جسکی یہ عبارت ہے)

مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس
دوق و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم سفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست
و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ کیساتھ استعمال فرماویں قیمت فیتولہ ۱؎

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری اور بادامی سیاہ اور سفید ماشی ریشمی اور سوتی لٹری صافے سفید اور بادامی
اور پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں +

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نشان آسمانی

وکاین من آیۃ فی السمٰوات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون

اور کس قدر نشانیاں زمین و آسمان میں ہیں کہ لوگ اُنپر سے گذرتے ہیں اور پھر بھی اُن سے اعراض کرتے ہیں۔

گو دنیا میں اس قسم کے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ جو ایک نہیں دو نہیں بیسیوں آیات اللہ کو دیکھ کر پھر بھی اعراض ہی کرتے ہیں۔ بلکہ اُنپر ٹھٹھا ہنسی کرتے اور مضحکہ اُڑاتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی ایسے وجود بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں جو کہ سچائی کے طالب اور راستی کے شیدا ہوتے ہیں اور ہر وقت اُن کی طبیعتیں اسبات پر مستعد ہوتی ہیں کہ الٰہی آواز کو سُنتے ہی اُس کی طرف دیوانہ وار دوڑ پڑیں اُن کے دل خشیت اللہ سے پُر اور سینہ نور الٰہی سے معمور ہوتے ہیں اور جوں ہی کہ کسی امر کی سچائی اُنپر روشن ہو جائے وہ اُسے قبول کر لیتے ہیں اور کسی قسم کا نقصان یا گھاٹا اُن کو اس فعل سے روک نہیں سکتا۔ میں اس موقعہ پر ایسے ہی لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود طاقتوں اور بے تعداد قدرتوں کو مدِ نظر رکھ کر دیکھیں کہ کیا یہ اُس کی شان کے بعید معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ کی خطرناک حالت اور مسلمانوں کی ذلت و ادبار کے ایام میں رسول کریم کی اُمت میں سے ایک شخص کو جسکو اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کرے اور اُس کی معرفت دنیا پر اپنا چہرہ روشن کرے اگر یہ خدا تعالیٰ کی شان سے بعید نہیں ہے اور قطعاً نہیں ہے تو پھر ہزاروں نشانوں کے دیکھنے کے بعد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ماموریت سے کیوں انکار کیا جاتا ہے

زمانہ کی حالت شاہد ہے ، مسلمانوں کا ادبار گواہی دے رہا ہے ۔ وقت پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اسوقت رسول کریم کی پاک اور بے نقص خدمات کا روشن کرنے والا اور قرآن شریف کی بے عیب تعلیم کو دشمنوں کے حملوں سے بچانے اور اُس کی روشنی کو اُن کے گھروں میں پہنچانے والا انسان پیدا ہونا چاہیے ۔ غیر تو غیر خود مسلمانوں میں بے دینی کے خیالات پھیل رہے ہیں اور یورپ کے فلسفہ سے دبکر لاکھوں کروڑوں مسلمان ہیں کہ اسلام کے بہت سے پاک مسائل کو ترک کرتے جاتے ہیں اور دہریانہ خیالات اُن کے دلوں میں جاگزیں ہو رہے ہیں اُن کو اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کہ قرآن وحدیث کیا کہتے ہیں بلکہ وہ ہر ایک مسئلہ کو یورپ کے فلسفہ کے ماتحت لانا چاہتے ہیں چنانچہ کوئی تو قدم مادہ کا قائل ہو رہا ہے تو کوئی فرشتوں کا انکار کر رہا ہے اور کوئی کل انبیأ کے متفقہ مسئلہ ادعا کا منکر ہے پس ایسی صورت میں خصوصاً جبکہ خدا تعالیٰ نے رسول اللہ سے وعدہ بھی کیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر ایک مجدد پیدا ہوگا اور اب چودھویں صدی کے بھی اٹھائیس سال گذر گئے ہیں ضروری تھا کہ کوئی مجدد آتا ۔ بلکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا تباہ ہو جاتی مگر خدا تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے اور اُس نے اس موقع پر اپنے فضل سے ایک عظیم الشان مجدد بھیجا[1]

---

[1] مجدد دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ زمانہ موجودہ میں جو جو گندے خیالات پھیل رہے ہوں دلائل قاطعہ اور براہین نیرہ سے ان کا استیصال کریں اور اس پر آشوب زمانہ میں اپنی پاک صحبت سے ایک ایسی جماعت قائم کر جائیں جو کہ سچائی کی شنوا اور حق کی گویا ہو اور جب ایک ایسی جماعت قائم ہو جاتی ہے تو وہ اپنے محبوب حقیقی کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور اُن کے بعد اُن کے تبعین اپنی اجل مقررہ تک اشاعت دین کا کام کرتے رہتے ہیں اور دنیا کی ہدایت کا باعث ہوتے ہیں اور مجدد کی بعثت سے یہ گمان کرنا کہ سب کی سب دُنیا بالکل نیک و پاک ہو جائے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے ۔ کیونکہ قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ قلیل من عبادی الشکور ۔ اور ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک من سبیل اللہ اور پھر فرمایا کہ وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی جماعت ہمیشہ

(بقیہ صـ۳)

اور بڑے بڑے نشانات اُن کے ہاتھ پر دکھائے۔ مگر بہت ہیں جو اب تک اُس کی سچائی میں متردد ہیں۔ بعض تو غلط فہمی کی وجہ سے اور بعض شرارت سے۔ میں اول الذکر گروہ کو ایک تازہ نشان کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد خاص طور سے نہایت صفائی کے ساتھ پُورا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا ظاہر کرنیوالا ہے۔ عرصہ قریبًا پانچسال یا اس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ حضرت صاحب نے اپنا ایک خواب شائع کیا تھا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب گھوڑے پر سے گرے ہیں جو کہ ۱۸۔نومبر ۱۹۱۰ء کو بعینہٖ پُوری ہوگئی۔ جمعہ کی نماز پڑھ کر حضرت مولوی صاحب نواب محمد علی خانصاحب کے مکان پر ملاقات کے لئے تشریف لے گئے واپس لوٹتے ہُوئے جس گھوڑے پر آپ سوار تھے وہ بدکا اور ایک گلی کے موڑ پر آپ نیچے گر گئے اور ایک پتھر کی ضرب سے ماتھے پر سخت چوٹ آئی اور اُس کی وجہ سے کئی دن سے برابر تکلیف ہے یہ ایک ایسا نشان ہے جس پر مخالف خواہ کِسی قدر ہی زور طبع خرچ کرے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ خواب کیسا صاف اور کھلا ہے کہ حضرت مولوی صاحب گھوڑے پر سے گرے اور کسی قسم کا ابہام نہیں ہے۔ پانچ برس گذر جاتے ہیں یہانتک کہ لوگوں کو اس خواب کا خیال تک بھی نہیں رہتا خود حضرت مسیح موعود اس عرصہ میں فوت ہو جاتے ہیں اور پھر کس صفائی اور بلا کسی قسم کے پردہ کے یہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے کیا کسی انسان کی یہ طاقت ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی وفات کے بعد کی

(بقیہ صفحہ ۲) مقابلۃً تھوڑی ہوتی ہے چنانچہ مشاہدہ بھی اسپر دیں ہے اور تو اور رسول اللہ تک کو سب دُنیا نے نہ مانا۔ پس اس سنت کے مطابق تو حضرت مسیح کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن آپ ایک ایسی جماعت طیار کر گئے ہیں کہ جو انشاءاللہ رفتہ رفتہ ترقی کرتے ہوئے کل دنیا کو نور سے بھر دیگی ؂

ایک خبر پانچسال پہلے کھول کر سُنا دے اور پھر اُسی طرح واقع بھی ہو جائے۔ اگر یہ قدرت انسان کو ہے اور جھوٹا آدمی بھی ایسا کر سکتا ہے تو سچوں اور جھوٹوں میں کیا فرق ہوگا خدا تعالیٰ تو بڑے زور سے قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ ایک مفتری علی اللہ پانچسال پہلے ایک خبر دے اور پھر وہ اُسی طرح اُس کی وفات کے بعد بلا کم و کاست پوری ہو جائے حضرت مسیح موعود کی تائید میں خدا تعالیٰ نے ہزاروں نشان دکھلائے ہیں اور اب تک دکھا رہا ہے لیکن یہ تازہ واقع عظیم الشان نشانوں میں سے ہے کیونکہ یہ ایک ایسے خلاف معمول طور پر پُورا ہوا ہے کہ دم مارنے کی گنجائش نہیں ہے

جب وقت یہ پیشگوئی کی گئی تھی اور علی الاعلان تبلادی گئی تھی اُس وقت مولوی صاحب کے گھر میں کوئی گھوڑا نہ تھا۔ آپ ایک مدت سے سواری ترک کر چکے تھے اور ایک ایسی بستی میں رہتے تھے کہ جہاں کے باشندے گھوڑے کی سواری کے کچھ ایسے شایق نہ تھے اگر ایسا ہوتا تو دشمن اعتراض کر سکتا تھا کہ ایک ایسے گاؤں کے رہنے والے انسان کی نسبت جسکے باشندوں کا گھوڑے کی سواری جزو زندگی ہے اور جو خود بھی اس قدر اسی کام میں مشغول رہتا ہے یہ پیشگوئی کرنا کہ وہ گھوڑے سے گر جائیگا چنداں مشکل نہیں لیکن اس جگہ یہ واقعہ بالکل برعکس ہے کیونکہ یہ خواب اُس وقت کی ہے جبکہ حضرت مولوی صاحب سواری بالکل ترک کر چکے تھے اور آپ کے پاس کیا قادیان کے رہنے والے احمدیوں میں سے کسی کے پاس بھی گھوڑا نہ تھا اور نہ یہ جگہ ہی ایسی ہے کہ یہاں کے باشندے کثرت سے اس شغل میں لگے رہتے ہوں پس ایک ایسے انسان کی نسبت جو نہ تو اُس بستی میں رہتا ہو جس کے باشندے گھوڑے کی سواری کا خاص شوق رکھتے ہوں نہ وہ ان دنوں میں خود ہی سواری کا شائق ہو نہ اُس کے پاس گھوڑا ہو نہ اُس کے دوستوں کے پاس ہو۔ جو گھوڑے کی سواری کئی سالوں سے ترک کر چکا ہو جس کی عمر ستر کے قریب ہو

کہ جس میں انسان جسمانی کمزوری کی وجہ سے باوجود شوق رکھنے کے بھی ان کاموں کو چھوڑ دیتا ہے ایک شخص کا یہ پیشگوئی کرنا کہ مجھکو خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ کبھی گھوڑے کی سواری کرتے ہوئے گر پڑیگا اور پھر اُس کے قول کے مطابق ہو بھی جانا ایک ایسی عجیب بات ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جو ذرہ بھی دیانت داری سے کام لے اور تعصب کے پردوں کو آنکھوں سے دور کر کے اُسپر نظر کرے تو کبھی بھی شک نہیں کر سکتا کہ ضرور بالضرور یہ خدا ہی کی طرف سے تھی اور اُسیکی بتائی ہوئی تھی ورنہ انسان میں یہ مقدرت نہیں ہو سکتی اور کبھی نہیں ہو سکتی کہ کسی واقعہ سے پانچ سال پہلے اُس کی خبر دے اور ایسے وقت میں دے کہ اُس کے لئے کوئی قرینہ موجود نہو اور پھر وہ اُسی طرح بلا کم و کاست پوری بھی ہو جائے۔

اس خواب نے اپنے وقت پر پُوری ہو کر حضرت مسیح موعود کے دعوی پر تصدیق کی اور ایک مہر لگادی ہے اور اُن لوگوں کے لئے جو اپنے اندر نور ایمان رکھتے ہیں اور خشیت خدا ان میں باقی ہے اور دُنیا کے رنجوں اور غموں کی کچھ پرواہ نہ رکھتے ہوئے سچائی کے قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ راستہ صاف کر دیا ہے۔ اب جو کوئی اپنے سینہ میں قلب سلیم رکھتا ہے اسپر غور کرے اور اپنے وقت کو ضائع ہونے دے اور پیشتر اس کے کہ موت اسپر توبہ کا دروازہ بند کر دے اپنے وقت کے مامور کو قبول کرے تاکہ ضلالت کی موت سے محفوظ رہے۔ کیونکہ یہ پیشگوئی جیسا کہ میں اوپر تفصیل سے بیان کر آیا ہوں حضرت مسیح موعود کے صدق دعوی پر ایک بیّن دلیل ہے۔ اور اپنے اندر ایک خاص شان رکھتی ہے۔ اور انسانی دست بُرد سے بالکل پاک ہے اور جسقدر انسان اس پر غور کرتا ہے اس کی سچائی کا زیادہ قائل ہوتا جاتا ہے مثلاً جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں یہ خواب حضرت مسیح صاحب نے اپنی زندگی میں آج سے پانچسال پہلے دیکھا تھا اور اُس وقت کوئی گھوڑی یہاں موجود نہ تھی نہ آپ کی سواری کی عادت ہی تھی پس حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد اس کا اس طرح کھُلے طور سے پورا ہونا آپ کی سچائی کی ایک بڑی پکّی دلیل ہے لیکن ان ہی

واقعات پر ہی بس نہیں اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں اور بھی ایسے واقعات ہیں کہ جو اس کی عظمت کو بڑھاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ یہ گھوڑی عزیزم عبدالحی سلمہ اللہ تعالیٰ کو کسی دوست نے حدیتہً دی تھی اگر خود مول لیجاتی تو تب ایسی عظمت نہوتی جو اس صورت میں ہے کہ اس گھوڑی کے آنے میں بھی کوئی انسانی منصوبہ کا دخل نہ تھا بلکہ گھوڑی پر سے گرنے کی خبر دینے والے خدا نے خود ہی ایک شخص کے دل میں تحریک بھی کی وہ عزیزم عبدالحی سلمہ اللہ تعالیٰ کو ایک گھوڑا بطور حدیہ کے پیش کرے۔ پھر آپ نواب محمد علی خانصاحب کے ہاں اس لئے تشریف لے گئے تھے کہ نواب صاحب اپنے وطن مالیر کوٹلہ سے چند مہینوں کے بعد تشریف لائے تھے اور آپ چاہتے تھے کہ بموجب سنت اُن کے گھر پر تشریف لے جائیں۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور نواب صاحب معہ اپنے کل خاندان کے خاص قصبہ قادیان میں تشریف لائے ہوئے تھے اور بعد نماز جمعہ کے جب آپ جانے کا ارادہ کر رہے تھے خود ہی آپ سے ملنے کے لئے آگئے تھے اور اس صورت میں کوئی ضرورت نہ تھی کہ آپ پھر اُن کے مکان پر جو قادیان سے قریباً ایک میل پر واقعہ ہے تشریف لیجاتے لیکن جب خدا تعالیٰ کا منشا پُورا ہونا تھا تو یہ کیونکر ممکن تھا۔ آپ باوجود نواب محمد علیخاں صاحب کے آنے کے پھر بھی اُن کے ساتھ اُن کے مکان پر تشریف لے گئے اور یہ ایک ایسی غیر معمولی بات تھی کہ میں نے بعض دوستوں سے اُسوقت کہا بھی کہ جب نواب صاحب خود ہی تشریف لے آئے تھے تو اب حضرت کا وہاں جانا غیر معمولی بات ہے۔ مگر مجھے کیا علم تھا کہ یہ سب کچھ ایک خاص پیشگوئی کو پُورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کروا رہا ہے۔ واپسی کے وقت جس گھوڑے پر آپ سوار ہوئے ہیں اس کی رکابیں بہت چھوٹی تھیں کیونکہ بچوں کی سواری کے لئے تھیں ایک شخص نے عرض کیا کہ رکابیں ہی کر دی جائیں لیکن آپ نے فرمایا کہ نہیں بچوں کو بعد میں تکلیف ہوگی حالانکہ رکابوں کا چھوٹا بڑا کرنا کوئی بڑا کام نہیں پھر چھوٹی ہو سکتی تھیں مگر یہ بھی اُسی تقدیر خدا کی ایک

حکمت تھی پھر جس وقت آپ وہاں سے چلے ہیں تو بہت سے احباب ساتھ چلنا چاہتے تھے مگر آپ نے روک دیا کہ نہیں پیچھے آہستہ آہستہ چلے آؤ یہ بھی ایک الٰہی فعل تھا صرف دو آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ مگر گھوڑی کے بدک کر تیز ہو جانے کی وجہ سے وہ پیچھے رہ گئے اور اس طرح گویا کسی واقعہ کے پیش آنے کے موقعہ پر کوئی سنبھالنے والا بھی نہ تھا جو کسی خطرناک موقعہ پر گھوڑی کو پکڑ سکے یا روک سکے آپ کے مکان کی طرف دو راستے آتے ہیں ایک بازار سے دوسرا تنگ گلی میں سے ہو کر اس خیال سے کہ بازار کا راستہ زیادہ صاف ہے اور لوگوں کی کثرت کی وجہ سے زیادہ محفوظ ہے پہلے آپ اُسی طرف چلے لیکن عین وہاں پہنچکر دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ یہاں عورتیں اور بچے ہونگے ایسا نہ ہو کہ کسیکو تکلیف ہو آپ وہاں سے لوٹ کر دوسرے راستہ کی طرف چل پڑے جو کہ نسبتاً بہت زیادہ خطرناک تھا۔ گھوڑی تو آگے ہی تیز ہو رہی تھی اس راستہ میں اور بھڑ اگئی اور اس طرح بدکی کہ ایک موڑ کے قریب آپ اُس پر سے گر گئے اور عجیب قدرت الٰہی یہ ہے کہ گلی کے اُس حصہ میں پتھر وں کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے مگر اُس خاص موقعہ پر جہاں آپ گرے ہیں ایک دو پتھر پڑے ہیں جن پر گر کر آپ کے ماتھے پر سخت ضرب آئی اور ضرب کا سخت آنا پیشگوئی سے ظاہر تھا کیونکہ جو خدا تعالیٰ نے ایک مامور من اللہ کی معرفت اُس کی وفات کے بعد کے ایک واقعہ کی نسبت جو اس کے خلیفہ کے ساتھ پیش آنا تھی دی تھی کوئی چھوٹی سی تو نہیں ہو سکتی تھی ضرور تھا کہ وہ سخت اور تکلیف دہ ہوئی پس یہ بھی قدرت الٰہی ہے کہ آپ خاص اُس جگہ پر گرے کہ جہاں پتھر تھے حالانکہ اُس حصہ میں پتھر صرف اُسی جگہ پڑے تھے اور اگر نصف گز بھی ادھر اُدھر گرتے تو چوٹ کچھ بھی نہ آتی اور اس طرح پانچ سال پہلے اس خبر کے بتلانے کی کچھ ضرورت نہ ہوئی اب ان تمام واقعات پر غور کر کے دیکھو اور اپنے گریبانوں میں منھ ڈال کر سوچو کہ اس تمام واقعات کے سلسلہ میں کہیں بھی انسانی بناوٹ یا منصوبہ پایا جاتا ہے گیا

کسی جگہ بھی انسانی دست برد کا دخل ہے۔ کیا انسان کی طاقت ہے کہ اس طرح ان اتفاقات کو اکٹھا کر دے۔

پیشگوئی کا ایسے وقت میں ہونا جب آپ کے پاس کیا قادیان کے احمدیوں میں سے کسی کے پاس بھی گھوڑا نہ تھا پھر اس عرصہ میں حضرت مسیح موعود کا فوت بھی ہو جانا اور اس پیشگوئی کا بالکل ظہور نہ ہونا پھر کسی شخص کا عزیزم عبدالحیی سلمہ اللہ تعالیٰ کو گھوڑا لا کر پیش کرنا اور خریدا ہوا نہ ہونا نواب صاحب کے خود آ کر ملنے کے باوجود حضرت مولوی صاحب کا وہاں تشریف لے جانا۔ رکابوں کا چھوٹا ہونا اور باوجود کہنے کے آپ کا بچوں کی تکلیف کے خیال سے اُن کے لمبے کرنے سے منع کرنا احباب کا ساتھ چلنے کی خواہش کرنا اور آپ کا روک دینا گھوڑے کا بدک کر تیز ہو جانا اور دونوں ساتھیوں کا پیچھے رہ جانا اور پھر آپ کا خاص اُس جگہ پر گرنا جہاں پتھر تھے ایسے عجیب واقعات ہیں کہ سوائے اس کے کہ یقین کیا جائے کہ خدا تعالیٰ کے خاص ارادے کے ماتحت حضرت صاحب کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے ہوئے ہیں اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

پس میں پھر اُن لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جنکو حق کی طلب ہے کہ اس عظیم الشان نشان کے پورا ہونے کے بعد بھی سستی سے کام نہ لیں اور خدا کا خوف کریں اور اُس دن سے ڈریں کہ لا خلۃ فیھا ولا شفاعۃ خدا تعالیٰ جہاں بڑا رحم کرتا ہے وہاں اپنے نشانات و آیات کے مکذبین کے لئے شدید العقاب بھی ہے پس چاہئے کہ وقت کے ہاتھ سے نکل جانے کے پہلے توبہ کریں تا عذاب الٰہی سے محفوظ رہیں میں نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اس قدر آیات کے دیکھنے کے بعد بھی مامور من اللہ کی تکذیب کئے جاتے ہیں۔ خدا کے لئے کچھ تو غور کرو کہ کیا زمانہ کسی مامور من اللہ کو چاہتا ہے کہ نہیں کیا رسول اللہ نے وعدہ نہ کیا تھا کہ نہیں کہ ہر ایک صدی کے سر پر آپکی اُمت میں سے مجدد بھیجے جائینگے کیا صدی کا سر چھوڑ کر دوسری صدی کے بھی اٹھائیس سال نہیں گذر گئے کیا رسول اللہ

نے فرمایا تھا کہ جب مسیحیت کا زور ہوگا تو تم میں سے تمہارا امام مسیح کے رنگ میں رنگین ہو کر دجالی فتنہ کو پاش پاش کر دیگا کیا حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے سینکڑوں نشانات نہیں دکھلائے کیا یہ سب سے تازہ نشان ایک عظیم الشان نشان نہیں یہ سب کچھ درست ہے اور آپکی ماموریت اظہر من الشمس ہے گو خود حضرت مسیح موعود ہم میں موجود نہیں مگر آپ کے خلیفہ موجود ہیں اور بھی بہت سے لوگ باقی ہیں کہ جو صحبت یافتہ ہیں اس وقت کو ہاتھ سے مت گنواؤ اور پیشتر اس کے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو توبہ کرو وما علینا الا البلاغ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(مرزا محمود احمد)

یہودی صفت مسلمان

دو منشی فرزند علی صاحب نے مندرجہ ذیل مضمون میں ثابت کیا ہے کہ قرآن شریف میں جو صفات یہودیوں کی مذکور ہیں وہی بعینہ بموجب حدیث رسول اللہ اس وقت کے مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں یہ مضمون غیر احمدیوں کے لئے مفید ثابت ہو یا نہ ہو مگر احمدیوں کو ہمیشہ احتیاط رکھنی چاہئے کہ کہیں وہ ٹھوکر نہ کھائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے مضمون کسیقدر مفصل ہوتا تو بہتر تھا ابھی اس میں اور بہت سی ایزادی ہو سکتی ہے مگر میں شکر کرتا ہوں کہ انھوں نے اپنے قومی اخباروں اور رسالوں کا ہاتھ بٹانیکا خیال تو کیا۔ بہت سے دوست ہیں جو باوجود استطاعت کے توجہ نہیں کرتے خدا کرے آئندہ متوجہ

ؔ احباب کو چاہئے کہ اس نشان کی قدر کریں اور مخالفین و موافقین میں عام طور سے اسے شایع کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور جزء نیک کے مستحق ٹھہریں۔

ہو جائیں " (خاکسار ایڈیٹر)

اھدنا الصراط المستقیم ۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۵

ہر ایک نمازگذار مسلمان دن رات میں کم از کم تیس چالیس دفعہ اللہ تعالیٰ سے مندرجہ بالا دعا مانگتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن لوگوں کی راہ دکھائے جنہوں چل کر سابقین نے قسم قسم کے انعام پائے نہ راہ اُن لوگوں کی جو انعام پانے کے بعد مورد غضب الٰہی بن گئے ۔ اور نہ اُن کی جو گمراہ ہو گئے ۔ اس دعا کے الفاظ میں صریح پیش گوئی اس بات کی پائی جاتی ہے کہ جہاں اُمت محمدیہ مرحومہ کے افراد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھائے ہوئے صراط مستقیم پر چلنے سے نعمائے الٰہی سے متمتع ہونگے ۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج ترقی پر پہنچینگے وہاں ان ہی میں سے ایسے لوگ بھی پیدا ہونگے جو اللہ اور رسول کے احکام کی مخالفت یا عدم تعمیل کی وجہ سے مغضوب علیھم یا ضالین کے مصداق بنینگے ۔ کیونکہ اگر اُمت مرحومہ کو یہ خطرہ درپیش نہ تھا تو پھر اس دعا کے مانگنے کا حکم عبث ٹھہرتا اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صادق کی شان کے خلاف ہوتا۔

حضرت نبی کریم نے بھی حدیث مبارک میں فرمایا ہے کہ میری اُمت میں بھی ایک وقت میں یہودی صفت لوگ پیدا ہونگے ۔ ہم اس مضمون میں انشاء اللہ دکھائینگے کہ یہ پیشگوئی جو مغضوب علیھم کے تحت میں آتی ہے موجودہ زمانہ میں کیسی صفائی اور وضاحت کے ساتھ پوری ہو رہی ہے کہ بے اختیار درود شریف اس ذات جامع صفات کے لئے زبان پر جاری ہوتا ہے ۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد بارک وسلم انک حمید مجید

اس مضمون میں میں چند آیات قرآنی بیان کرونگا جن میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے مخالف یہود کے صفات کا ذکر ہے۔ منصف ناظرین خود قیاس کریں کہ کس طرح
ایک کثیر حصۂ مخلوق کا اسوقت یہود ملعون کے قدم بقدم چل رہا ہے

(۱) قالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ تلک امانیھم
قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین پارہ ۱ ع ۱۳ ترجمہ۔ یہود کہتے ہیں کہ ہمارے
سوا کوئی جنت میں داخل نہو گا یہ سب خیالی پلاؤ ہیں۔ کہہ اگر سچے ہو تو دلیل لاؤ
آج مسلمانوں کے مختلف فرقے یہی دعویٰ کر رہے ہیں کہ اسلام کے ۷۲ فرقوں میں سے
ہمارا فرقہ ہی نجات پانے والا ہے باقی سب جہنمی ہیں جب اُن کو پوچھا جائے کہ
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس فرقے کے پابند تھے تو مبہوت ہو جاتے ہیں
اور پوچھنے والے کو بے اختیار یا اھل الکتاب لم تحاجون فی ابراھیم[1]
وما انزلت التورات والانجیل الا من بعدہ اور ما کان ابراھیم[2]
یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما۔ یاد آجاتی ہیں اور مخالف پر
اتمام حجت ہو جاتا ہے کہ صرف حنفی۔ وہابی یا شیعہ کہلانا فائدہ نہیں دیسکتا اصل مدار
نجات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جائے۔ چنانچہ ارشاد بھی ہے کہ
من[3] اسلم وجہہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم
ولا ھم یحزنون

جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ آیت چاہتی تھی کہ یہودی
اور دوسرے لوگ آنحضرت صلعم پر ایمان لائیں۔ اسی طرح آج اس آیت کا تقاضا ہے

---

[1] اے اہل کتاب تم ابراہیم کے متعلق کیوں جھگڑتے ہو توریت اور انجیل تو اس کے بعد نازل ہوئیں۔

[2] ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی وہ تو پکے مسلمان تھے۔

[3] جو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بنگیا۔ اور وہ نیکی کرنیوالا بھی ہو تو اس کا اجر اپنے رب کے ہاں سے پائیگا
ایسے لوگوں پر کوئی خوف وحزن نہوگا۔

کہ دُنیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء کرے اور احمدی جماعت نجات کو اپنے ساتھ مخصوص نہیں کرتی اور ایمان رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بخشدے۔ البتہ ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ماموروں کو مان لینا اس کی فرمانبرداری کی ایک شاخ ہو اور جو اس سے انحراف کرے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا

(۲) قالت الیہود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ واحباء ہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم ع (ترجمہ) یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں کہہ کہ پھر وہ تمکو تمہارے گناہوں کی عوض سزا کیوں دیتا ہے؟

(۳) وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ ع ۱/۹

(ترجمہ) کہتے ہیں کہ سوائے گنتی کے چند روز کے دوزخ کی آگ ہمکو نہ چھوئیگی۔

سینے اس مضمون کا وعظ بڑی کثرت کے ساتھ ہوتا سُنا ہے اور یوں بھی یہ مسئلہ زبان زد خلایق ہو رہا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روز قیامت کو سجدے میں گر کر اس اصرار سے شفاعت کرینگے کہ جب تک آپ کی اُمت کا ایک فرد بھی دوزخ میں باقی رہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سر نہ اُٹھائینگے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسوں میں تو ایک صاحب نے اس مضمون کا بیان کرنا بالالتزام اپنے ذمہ لے رکھا ہے اور یوں بھی چونکہ اس رنگ میں شفاعت کا بیان کرنا لوگوں کے خوش کرنے کا ایک ذریعہ ہے عام واعظین بھی اسی رنگ کو اختیار کرکے لوگوں کی جیبیں کاٹتے ہیں اس قسم کے وعظوں سے عامۃ الناس مُسلمانوں میں اس قدر بیباکی اور بدعملی پھیلتی ہے کہ جسکا بیان نہیں ہوسکتا۔ زمانہ کی حالت انذار کو چاہتی ہے یہ لوگ بشارت کا پہلو اختیار کرکے اور اس میں غلو کرکے لوگوں کو سخت گمراہ کر رہے ہیں۔

(۴) ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتاب ویشترون بہ ثمنا قلیلا ما یاکلون فی بطونہم الا النار ع ۵/۲

(ترجمہ) جو لوگ خدا کے نازل کئے ہوئے احکام کو چھپاتے ہیں اور اس کے بدلے دنیاوی متاع

پیتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں انگارے بھرتے ہیں۔

(۵) من الذین ھادو یحرفون الکلم عن مواضعہٖ ۵ٗ

(ترجمہ) یہود میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو الفاظ کو ان کے اصلی معنوں سے پھیرتے ہیں

کہ جس آسانی سے ہر قسم کا فتویٰ مسلمانوں کے علماء کرام سے مل سکتا ہے وہ کسکو

معلوم نہیں۔ ہمارے علم میں ایک مولوی نے جس نے پیری مریدی کا سلسلہ بھی جاری

کر رکھا ہے۔ عام اعلان کیا ہوا ہے کہ جو شخص کسی منکوحہ عورت سے نکاح کرنا چاہے مجھے

صہ، فیس دے میں نکاح پڑھ دونگا۔ عدالتوں میں بھی کثرت سے ایسے مقدمات پیش

ہوتے ہیں جن میں ایک عورت کا نکاح دو مردوں سے پڑھا ہوا ثابت کیا جاتا ہے

(۶) منھم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ھم الا یظنون

(ترجمہ) ان میں ان پڑھ بھی ہیں جو کتاب کو نہیں جانتے سوائے بڑبڑ کرنے کے۔

صرف اٹکل بازی سے کام لیتے ہیں۔ ایسے وجود اسلام میں کثرت سے ملتے ہیں جو پیشوایان

دین بنے بیٹھے ہیں کتاب وسنت کا ول میں علم نہیں رکھتے۔ یہ مدعیان علم کا حال ہے

عوام الناس کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ یہودی اُمت کے پاس توریت کے نسخے کثرت سے

موجود نہ تھے۔ ہمارے زمانہ میں باوجودیکہ قرآن مجید نہایت ارزاں قیمت پر کثرت سے مل سکتا ہے

اور اکثر مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہوتا ہے۔ گر اہل خانہ بالعموم اس کے مطالب سے

ایسے ہی ناواقف ہوتے ہیں جیسے یہودی اپنی کتاب سے ہوا کرتے تھے۔

(۷) قال الذین کفروا لاتسمعوا لہٰذا القرآن والغوفیہ لعلکم تغلبون ۵ٗ

(۸) منکر لوگ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو نہ سنو اگر سنانے لگیں تو بیچ میں شور مچادیا کرو

شاید اس تدبیر سے تم غالب آجاؤ۔

حضرت مسیح موعود کی تبلیغ تو بہت دور دور تک پہنچ چکی ہے۔ بیسیوں کئی سال ہوئے

احباب کے حلقہ میں تجویز پیش کی کہ حضرت کے دعاوی کے متعلق قادیان چلکر تحقیق

کرنی اور حالات دیکھنے چاہئیں کیونکہ بغیر تحقیق کے اعراض یا تکذیب کرنا درست نہیں تو احباب نے یہی صلاح دی کہ جانا مناسب نہیں کیونکہ جو جاتا ہے وہیں کا بن جاتا ہے اس کے علاوہ ہم دیکھتے اور سُنتے ہیں کہ مولوی لوگ اپنے اتباع کو احمدیوں کی باتیں سُننے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو تقریریں کرنے کی ایسی مشق ہے کہ سننے والے کے دل پر اثر ڈال دیتے ہیں۔ نادان یہ نہیں سوچتے کہ حق کے اوپر باطل کس طرح غالب آسکتا ہے یا اپنا اثر ڈال سکتا ہے۔

(۸) قالو قلوبنا غلف $\frac{1}{11}$ (ترجمہ) کہتے ہیں کہ ہمارے دل محفوظ ہیں

ایک مولوی کی موجودگی میں جو میں نے شکایت کی کہ تم ہماری تقریروں کو سننے کے لئے بھی نہیں آتے باوجودیکہ ہم اس قدر محبت اور شوق سے سنانا چاہتے ہیں سن جایا کرو ماننا نہ ماننا تمہارے اختیار میں ہے۔ اس پر مولوی صاحب موصوف نے بہت زور سے کہا کہ انکو ہرگز نہ سُننا چاہیئے ہاں تم ہمیں سُناؤ۔ اللہ اکبر کسطرح میرے قلب نے گواہی دی کہ یہ شخص قلوبنا غلف کا قائل ہو رہا ہے۔

(۹) الم ترالی الذین اوتو نصیبًا من الکتاب ×× یقولون للذین کفروا ھولاء اھدیٰ من الذین آمنو سبیلا $\frac{5}{6}$ (ترجمہ) کیا تو نے نہیں دیکھے وہ لوگ جن کو کتاب آسمانی سے حصہ دیا گیا ہے ×× کہتے ہیں مشرکین کی نسبت کہ یہ لوگ مسلمانوں سے زیادہ رو براہ ہیں

ہمارے مکذبین باقی سب مذاہب کے لوگوں کے ساتھ خلا ملا رکھتے ہیں مگر اجتناب کرتے ہیں تو ایک ہم احمدیوں سے۔ اور باوجودیکہ ہم تمام اصول مذہب میں ان کے ساتھ متفق ہیں ہمکو دیگر مذاہب والوں کی نسبت بُرا کہتے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جب ہمارا اور انکا خدا ایک رسول ایک کتاب ایک۔ قبلہ ایک اور امر و نواہی ایک تو اس تھوڑے سے اختلاف کے متعلق جو ہمارے اور اُن کے درمیان ہے غور کرتے اور سوچتے کہ کون سا فریق حق بجانب ہے

برخلاف اس کے باوجودیکہ ہم خدا اور رسول کے ماننے والے ہیں۔ کتابوں اور ملائکہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ آخرت اور جزا سزا پر ہمارا یقین ہے اور عملی لحاظ سے بھی بحمد اللہ بحیثیت مجموعی ان سے بہتر ہیں ہمکو کافر بتایا جاتا ہے اور برعکس اس کے خواہ زنا کریں شراب پئیں۔ رشوتیں لیں۔ جھوٹ بولیں۔ ناجائز مال کھاجائیں۔ پکے مسلمان بنے رہتے ہیں ؛

(۱۰) قالت الیہود عزیر بن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ ع۱۱

(ترجمہ) یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے تھے اور نصاری کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے تھے

آج بھی فرقہائے اسلام ایسے پائے جاتے ہیں جو حضرت نبی کریمؐ کو خدائے مجسّم مانتے ہیں

(۱۱) قالت طائفۃ من اھل الکتاب آمنوا بالذی انزل علی الذین آمنوا وجہ النہار واکفروا آخرہ لعلہم یرجعون ۳ع۱۶

(ترجمہ) کہتے ہیں اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہ ایمان لے آؤ دن کے اول حصہ میں اس چیز پر جو نازل ہوئی ہے مسلمانوں پر اور منکر ہوجاؤ اس سے دن کے آخری حصہ میں تاکہ شاید لوگ اس نئے دین سے پھر جائیں

ہمارے مشاہدے میں یہ بات آچکی ہے کہ مصنوعی احمدیوں کو مجالس وعظ میں پیش کر کے یا تو ان سے توبہ کرائی گئی یا توبہ کرانے کے منصوبے بنائے گئے مگر رکاوٹ پیدا ہوگئی

(۱۲) اذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ ۲ع۴

(ترجمہ) جب تم سے اکیلے ہوتے ہیں تو مارے غصہ کے تم پر انگلیاں کاٹتے ہیں

ہر ایک احمدی کا ذاتی تجربہ اس کی شہادت دیتا ہے کہ اگر سرکار انگریزی کا تسلط نہو تو شاید مخالفین ہمارا اس ملک میں رہنا مشکل کردیں

ناظرین دیکھیں کہ یہ تمام آئتیں کسطرح اسوقت کے مسلمانوں پر چسپاں ہورہی ہیں مقام

غور ہے کہ جب اس طرح زور سے یہودیت مسلمانوں پر مسلط ہو رہی ہے تو کیا ابھی وقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کے لئے مسیح کو بھیجے اور کیا مسلمانوں کی غیرت اس بات کے ماننے کی اجازت دیتی ہے کہ ان میں سے یہودی صفت لوگ پیدا ہو جائیں مگر جس طرح بنی اسرائیل یہود کی اصلاح کے لئے ان میں کا ہی ایک مسیح آیا تھا۔ ان مسلمان یہودیوں کو رو براہ کرنے کے لئے ایک غیر اُمت کے مسیح کا آنا لازم رکھا جائے۔

(فرزند علی عفی اللہ عنہ ہیڈ کلارک قلعہ میگزین فیروز پور۔ حال وارد قادیان دارالامان)

استخارہ

" یہ طریق استخارہ منشی فرزند علی صاحب کا لکھا ہوا ہے اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہے اُمید ہے کہ احباب اس سے فائدہ اُٹھاوینگے - ایڈیٹر "

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اس بات کو بہت پسند فرماتے ہیں کہ ہمارے احباب تمام غیر معمولی کاموں کے متعلق استخارہ کرنے کی عادت ڈالیں اہم کاموں میں مثلاً کسی کو دوکان یا کاروبار میں شریک بنانے میں۔ رشتے ناطے قائم کرنے میں۔ دوستی لگانے میں کسی کو ہم سفر یا طالب علم بنانے میں سات دفعہ استخارہ کر لیا کریں۔ چونکہ استخارہ کا طریق عام طور پر معلوم نہیں اس لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

" سوائے ان اوقات کے جن میں نوافل کا پڑھنا ممنوع ہے مثلاً صبح صادق کے پھٹنے سے طلوع آفتاب تک یا نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک غرض معلومہ کو مد نظر رکھ کر کسی وقت دو رکعت نماز نفل پڑھی جائے اس کے بعد دعائے مندرجہ ذیل بعد فراغت از نماز ہاتھ اُٹھا کر پڑھ لیجائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ

وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ ط فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ط اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ ۔

(ترجمہ) یاالٰہی میں تیرے علم سے خیر مانگتا ہوں ۔ تیری قدرت میں سے طاقت مانگتا ہوں اور تیرے فضل عظیم میں سے فضل مانگتا ہوں کیونکہ تو سب طاقتوں والا ہے میں بیکس ہوں تو علیم ہے ۔ میں جاہل ہوں تو غیب کا جاننے والا ہے ۔ اگر تیرے علم میں یہ کام ہے ۔ میرے دین و دُنیا اور عاقبت کے لئے اچھا ہو تو اسے میرے لئے مقدر کر دے ۔ اور میرے لئے آسان کر دے ۔ پھر مجھے اس میں برکت عطا فرما ۔ اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین و دُنیا اور عاقبت کے لئے بُرا ہو تو اس کام کو مجھے روک دے ۔ اور مجھے اس سے پھیر دے اور جیسے بھی یہ کام ہو مجھے اس میں خیر دے اور مجھے اس سے راضی کر دے ۔

استخارہ کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا مشیر بنا لیتا ہے ۔ استخارہ کے معنے ہیں خیر و برکت طلب کرنا ۔ اس کا نتیجہ یہ ضروری نہیں ہوتا جیسا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کے کرنے کی توفیق دے تو اس میں سہولت و برکت رکھ دے ۔ یا اگر کام مفید نہ ہو تو اس سے روک دے ۔

پس مناسب ہے کہ جو احباب کسی بڑے کام کو شروع کرنے لگیں صدق دل سے ایک دن سے لیکر سات دن تک استخارہ کر لیا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنا فضل کرے ۔ جب

ایک معمولی آدمی سے مشورہ لیا جاوے تو سوچ بچار کر دیتا ہے تو اگر خدا تعالیٰ کو اپنا سب کام سونپ دیا جاوے تو وہ کیوں مفید راہ پر نہ چلائیگا۔

نزول المسیح

(از قاضی ظہور الدین اکمل آف گولیکی)

عیسائیوں کے لیئے مسیح کا فیصلہ کہ الیاس یوحنا کی روح و قوت میں آگیا ایسا مسکت فیصلہ ہے کہ وہ اب مسیح کے بعینہٖ نزول کے مدعی نہیں ہو سکتے۔

ملاکی نبی کی کتاب میں دو پیشگوئیاں بایں الفاظ درج ہیں:- ملاکی باب ۳۔ آیت ۱۔ دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجونگا اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کریگا۔ اور وہ خداوند جس کی تلاش میں تم ہو ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آئیگا اور یقیناً آئیگا۔

پھر باب ۴۔ آیت ۵ سے پڑھو:- دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں الیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا اور وہ باپ دادوں کے دلوں کو بیٹوں کی طرف اور بیٹوں کے دلوں کو ان کے باپ دادوں کی طرف مائل کریگا۔

اب ان پیشینگوئیوں کو جو پرانے عہدنامہ میں ہیں جدید میں تلاش کرتے ہیں آؤ پہلے متی باب ۱۱۔ آیت ۷ سے پڑھنا شروع کریں۔ یسوع یوحنا کی بابت جماعتوں سے کہنے لگا × × پھر تم کیا دیکھنے کو گئے کیا ایک نبی میں تم سے کہتا ہوں بلکہ نبی سے بڑا کیونکہ یہ وہ جس کی بابت لکھا ہے کہ دیکھو میں اپنا رسول تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیرے آگے تیری راہ درست کریگا۔ (ان خط کشیدہ الفاظ کو پیشگوئی ملا باب ۳۔ درس ۱ سے ملاؤ اور

اور غور کرو) میں تم سے سچ کہتا ہوں ان میں سے جو عورتوں سے پیدا ہوئے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا ظاہر نہیں ہوا × × × × × سب نبی اور توریت نے یوحنا کے وقت تک آگے کی خبر دی - اور الیاس جو آنیوالا تھا یہی ہے - چاہو تو قبول کرو جس کسی کے کان سننے کے ہوں سنے دیکھئے کیا صاف فیصلہ ہے اسکو ملاکی پیشگوئی سے ملاکر پڑھو -

اب متی باب ۱۷ - ورس ۱۰ سے پڑھنا شروع کرو -

اور اس سے شاگردوں نے پوچھا کہ پھر فقیہہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلے الیاس کا آنا ضرور ہے (اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملاکی کی پیشگوئی کے ظہور کا سب کو انتظار تھا) یسوع نے انہیں جواب دیا کہ الیاس البتہ پہلے آئیگا اور سب چیزوں کا بندوبست کریگا - (یعنی یہ بات ٹھیک ہے کہ الیاس پہلے آئیگا) پر میں تم سے کہتا ہوں کہ الیاس تو آچکا لیکن انھوں نے اس کو نہیں پہچانا بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا - اسی طرح ابن آدم بھی ان سے دکھ اُٹھائیگا - تب شاگردوں نے سمجھا کہ اس نے ان سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا (کہ وہی الیاس ہے)

انجیل مرقس باب ۹ - ورس ۱۱ سے ۱۳ تک بھی یہی مضمون ہے کہ پھر انھوں نے اس سے کہا اور پوچھا فقیہہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلے الیاس کا آنا ضرور ہے - اس نے جواب میں انھیں کہا الیاس تو پہلے آتا ہے اور سب کچھ بحال کرتا ہے × × × × لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ الیاس تو آچکا ہے اور جیسا کہ اس کے حق میں لکھا گیا تھا انھوں نے جو کچھ چاہا اُس کے ساتھ کیا - یہ وہی یوحنا ہے جس کی بابت پہلے ہی ذکریا کو خبر دی گئی تھی - انجیل لوقا باب ۱ ورس ۱۳ - فرشتے نے اس سے کہا اے ذکریاہ مت ڈر کہ تیری دعا سنی گئی اور تیری جورو الیسبات تیرے لئے ایک بیٹا جنیگی تو اس کا نام یوحنا رکھنا × × × × اور بہتیرے اس کی پیدائیش سے خوش ہونگے - لیکن وہ خدا کے حضور بزرگ ہوگا - × × × اور بنی اسرائیل

میں سے بہتوں کو ان کے خداوند خدا کی طرف پھیریگا۔ اور وہ اس کے آگے الیاس کی طبیعت اور قوت کے ساتھ چلے گا۔ کہ باپ دادوں کے دلوں کو لڑکوں کی طرف اور فرمانبرداروں کو راست بازوں کی دانائی کی طرف پھیر کے خداوند کے لئے ایک مستعد قوم طیار کرے (خط کشیدہ الفاظ کو پیشگوئی ملاکی باب ۴۔ ورس ۵ سے ملا کر پڑھو) پس ثابت ہوا کہ ایلیا کے نزول کی پیشگوئی یوحنا میں بروز سے پوری ہوئی کہ اس کی رُوح اور قوت میں آیا۔

باقی رہی یہ بات کہ یوحنا نے الیاس ہونے سے کیوں انکار کیا۔ جیسا کہ یوحنا باب اورس ۱۹ - ۲۳ سے پایا جاتا ہے کہ تب انھوں نے اس سے پوچھا کہ تو اور کون ہے۔ کیا تو الیاس ہے اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یوحنا نے یہ سمجھانے کے لئے انکار کیا کہ "میں اصلی الیاس نہیں ہوں" ہاں بروزی رنگ میں ہوں چنانچہ اس کو ان الفاظ میں ظاہر کیا کہ:۔ اس نے کہا میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا بیابان میں ایک پُکارنیوالے کی آواز ہوں۔ کہ تم خداوند کی راہ کو درست کرو۔ آؤ اب یسعیاہ نبی کی پیشگوئی پڑھیں وہاں لکھا ہے (۴۰ باب ورس ۳ یسعیاہ) بیابان میں ایک منادی کرنیوالے کی آواز۔ تم خداوند کی راہ درست کرو۔ صحرا میں ہمارے خدا کے لئے ایک سیدھی شاہراہ تیار کرو۔ (خط کشیدہ الفاظ کو جب ملاکی کی پیشگوئی "میرے آگے میری راہ کو درست کریگا" سے ملا کر پڑھیں تو صاف ظاہر ہے کہ یہ وہی ہے جو یسوع سے پہلے آنیوالا ہے چنانچہ خود یوحنا بھی یہی کہتا ہے۔ کہ میں ہی اس سے پہلے آنے والا ہوں۔ جیسا کہ یوحنا باب ا ورس ۱۵۔۱۷ میں لکھا ہے یوحنا نے اس کی بابت گواہی دی اور پکار کے کہا کہ یہ وہی ہے جس کا ذکر میں کرتا تھا۔ وہ جو میرے پیچھے آنے والا ہے (یعنی میں اس سے پہلے آنے والا ہوں۔ اب غور کیجئے کہ یسوع مسیح سے پہلے اس کی خبر دینے والے کا آنا ضروری ہے۔ اور یوحنا کا اقرار ہے کہ وہ میں ہی ہوں اور دُوسری پیشگوئیوں سے ثابت ہے کہ آنے والا ایلیا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم یوحنا ہی کو ایلیاہ نہ کہیں۔ ہاں اس نے یہ سمجھانے کے لئے کہ کوئی شخص واپس دُنیا میں

نہیں آیا کرتا۔ اگر وعدہ ہو تو بروز کے رنگ میں پورا ہوتا ہے اپنے تئیں اس کی آواز سی اشابہت دی یعنی میں اس کی خوبو اور طبیعت پر ہوں پس ان دونوں باتوں میں کوئی تناقض نہیں نیز ممکن ہے کہ یوحنا کو اس مسئلے سے ابھی آگاہی نہ ہو اور یسوع مسیح نے اس کا فیصلہ جب کیا ہو تو سب آگاہ ہوئے ہوں۔

یہ اعتراض رہگیا کہ عود ایلیا کا اقرار ہے تو پھر صعود ایلیا پر بھی ایمان لاؤ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو واقعہ خلاف قرآن کریم ہو ہم اسے کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ ہم اصول سائنس سے کسی واقعہ کی تردید نہیں کرتے نہ سائنس کو قرآن کریم پر مقدم کرتے ہیں۔ بلکہ قرآن کو کل باتوں کا حکم قرار دیتے ہیں۔ جب اس میں یہ سنت اللہ کے خلاف معلوم ہوتا ہی تو کیونکر تسلیم کریں۔ دوم کتاب سلاطین کی عبارت پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ رفع روحانی کا ذکر ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خداوند آج تیرے آقا کو تیرے سر پر سے اٹھا لیجائیگا۔ کسی کے سر پر سے اٹھا لیجانے کے معنے ہمیشہ مرنا ہی ہوا کرتے ہیں۔ اور اگر تسلیم بھی کریں کہ ایلیا آسمان پر چڑھ گیا اور ایسا ہی یسوع بھی آسمان پر چڑھ گیا تو کیا وجہ ہے کہ دونوں کا دوبارہ آنا ایک ہی طرح سے نہو جیسا مسیح کی آمد کی پیشگوئی میں ہے کہ ابن آدم آئیگا ایسا ہی ایلیاہ کا صاف نام مذکور ہے۔ پس ایلیا کی بجائے تو مثیل ایلیا آئے اور یسوع بعینہ یہ کیوں؟ کیا ایسا کرنے سے وہ اپنے تئیں خود ہی نہ جھٹلائیگا۔ اور یہودی بھی کہینگے کہ جب ایک شخص بعینہ واپس آسکتا ہے (جیسے کہ تم آسمان سے کہتے) تو کیا وجہ ہے ایلیاہ دوبارہ خود ہی نہ آتا۔ یوحنا۔ باب ۳ درس ۳۱ میں ہے وہ جو آسمان سے آتا ہے سب کے اوپر ہے اب یہ امر مسلم ہے کہ یہ "وہ" (مسیح) آسمان سے بجسنہ نہیں اترا تھا

ایک اور اعتراض انا نبشرک بغلام ن اسمہ یحیی لم نجعل لہ من قبل سمیا کے معنی مثیل کے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یحیی کا کوئی مثیل نہیں ہوا

اس کا جواب یہ ہے کہ سمی کے معنی ہمنام کے ہیں اور رافقۃ الناس حضرت ابن عباس نے بھی

یہاں پر ہمنام کے معنی کئے ہیں۔ لسان العرب میں ہے کہ سمی المسمی باسمہ ہو سمی فلان اذا وافق اسمہ اسمہ کما تقول ہو کنیہ وفی التنزیل لم نجعل لہ من قبل سمیا۔ قال ابن عباس لم یسم قبلہ احد یحیٰی۔ وقیل معنی لم نجعل لہ من قبل سمیا نظیراً او مثلاً۔ پس ایسے معنی سے جو کہ حقیقی ہیں اور بصیغہ تمریض (قیل) بیان کئے گئے ہیں امام ہمام حکم علیہ السلام کا یہ قول رد نہیں ہو سکتا کہ یحیٰی مثیل الیاس تھے خاصکر جب کہ اس کی موید انجیل بھی ہے الغرض جب تک معترض یہ ثابت نہ کرو ے کہ ابن عباس نے جو تفسیر حقیقی معنوں سے مطابق کی ہے وہ یقیناً مردود اور غلط ہے اور صحیح معنی مثیل ہی کے ہیں تب تک وہ حضرت اقدس کے قول کی تردید نہیں کر سکتا۔ نیز اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ سمی کے معنی یہاں پر بجز مثیل کے اور کچھ نہیں تو بھی حضرت اقدس کے ارشاد پر اعتراض نہیں پڑتا اس لئے کہ مثلیت کی کل نفی تو ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مخلوق۔ موجود مولود۔ انسان۔ آکل۔ شارب نائم وغیرہ صفات انسانیہ میں اور نیز مامور من اللہ۔ مومن وغیرہ ہونے میں ان کی مثلیت منفی نہیں ورنہ نفی کلّی سے وہ خدا وحدہ لاشریک کی شان لیس کمثلہ شئی ہو کر علاوہ صفت مختصہ باری میں شریک ہونے کے مثل باری ٹھہرینگے۔ اور پھر بھی مثلیت کی نفی کلّی نہ ہوگی پس ثابت ہوا کہ ایک خاص امر میں ان کی کوئی مثل نہ ہوا اور دیگر امور میں ان کی ہزاروں مثالیں ہوں تو اب معترض کو اول یہ ثابت کرنا چاہیے کہ سمیّ سے یہاں پر بجز مثیل کے اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔ دوم یہ کہ یا نفی کلّی ہے یا یہ نفی خاص ہے۔ اگر خاص ہے تو پھر یہ ثابت کرو کہ جس خاص کی نفی ہے سیدنا الموعود نے اسی خاص کا اثبات کیا ہے اور بجز ان دو امروں کے ہرگز اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ اسم ذات پر دلالت کرتا ہے جس سے باری تعالیٰ کو تناسخ کا رد مقصود ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ الیاس کی ذات یحییٰ میں آگئی تھی نہیں بلکہ صرف اس کی روح وقوت میں آیا تھا یہ بھی زیر نظر رہے کہ حضرت احمد قادیانی پر عیسیٰ کا اطلاق ہو سکتا ہے تو اب یہ ضرور نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام پر بھی احمد قادیانی

کا اطلاق ہو سکے۔

دُنیا میں مصیبتیں

اِس مضمون میں مکرمی قاضی اکمل صاحب ایک خاص رنگ میں رنگین معلوم ہوتے ہیں۔ ناظرین پڑھکر لطف اُٹھا سکتے ہیں۔ (اڈیٹر)

اس مختصر مضمون میں اس بات پر بحث کی جاتی ہے کہ دُنیا میں مصیبتوں سے خالی نہ تو امیر ہے نہ فقیر۔ نہ مرید نہ پیر نہ پیغمبر نہ کافر نہ مومن نہ فاسق - پس مابہ الامتیاز کیا ہے۔ یعنی جب ہر دو فریق کو دکھوں سے نجات نہیں تو پھر بقول بعض نادانوں کے کفر و اسلام کوئی بات نہیں ؛

سو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکوں کے لئے مصیبتیں ان کی ترقی کا موجب ہوتی ہیں اور بدوں کے واسطے وہی دُکھ ان کی تباہی کا سبب بنجاتے ہیں ایک نیکوکار خدا کا فرمانبردار کیسی مصیبت میں آرام اور ایک طرح کی لذّت پاتا ہے وہاں ایک بد اطوار نافرمان پروردگار اسی دُکھ میں اپنے اندر عذاب اور سوزش محسوس کرتا ہے ؛

میں ان دونوں باتوں کو مثالوں سے واضح کرونگا۔

دُنیا میں کئی لوگ جیلخانے بھیجے جاتے ہیں اور وہ حکومت قاہرہ کے دباؤ سے قید ہوتے ہیں اسی طرح حضرت یوسفؑ بھی قید کئے گئے لیکن جہاں دوسرے قیدیوں کی زندگی تلخ ہوتی ہے اور انجام کار تباہ ہوتے ہیں وہاں ایک قیدی ایسا بھی تھا جس کی قید کا انجام بادشاہی ہوا اور خدا نے اپنے فضلوں سے اسی سرزمین کا حاکم بنایا جس میں اسے باندھا گیا اور ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی۔ دُنیا میں ایسے لوگ ہیں جو جلاوطن کیے جاتے ہیں اور پھر اپنے وطن میں واپس نہیں آ سکتے۔ بلکہ غریب الوطنی ہی میں وحید و طرید خراب و خستہ

حال ذلیل و رسوا ہو کر مرجاتے ہیں بیمار پڑیں تو ان کو پانی دینے والا کوئی نہیں۔ مرجائیں تو کوئی ایسا نہیں کہ ان کا جنازہ ہی پڑھ دے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دشمنوں کے ترغہ سے بچکر راتوں رات نکلنے پر مجبور ہوئے مصیبت تو یکساں پڑی مگر آخر یہی اپنی بستی سے بھاگنے والا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ بڑے جاہ و جلال سے اپنے وطن میں داخل ہوا اللھم صلی علیہ وسلم

کون آدم زاد ہے جو کبھی نہ کبھی بیمار نہو۔ پھر بیماری کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ بعض بیماریاں ایسی ہیں کہ کوئی قریب تک نہیں پھٹکتا

حضرت ایوب پر بھی ایک ایسا ابتلاء آیا۔ لکھا ہے کہ ان کے بیوی بچے بھی ان سے جدا ہوگئے۔ اور خود بھی بستی سے باہر رہنا پڑا مگر ایک وقت آیا کہ اسی ایوب پر خدا نے فضل کیا اور خدا نے نہ صرف اسے صحت بخشی وھبنالہٗ اھلہ ومثلہ معھم کا شان نزول بنایا پر وہ بیمار بھی ہیں جو اسی حالت میں سسکیاں لیتے مرجاتے ہیں۔ اور ان کے دیکھتے دیکھتے ان کے یار و آشنا۔ ان کے احباب رشتہ دار آنکھیں پھیر لیتے ہیں

پھانسی پا جانا کس قدر ذلت کی بات ہے ہر سال کئی ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں جو ان کا انجام ہے وہ سب کو معلوم ہے یہانتک کہ بعض وقت پھانسی کے بعد بھی ایک گروہ نیکوں کا ایسا رہتا ہے جو ان پر لعنت کرے۔ حضرت عیسیٰ بھی صلیب پر چڑھائے گئے مگر آخر کار وہ اس صلیب سے زندہ اترے اور کشمیر میں شاہزادے کہلائے وجیھا فی الدنیا والاٰخرۃ آپ کی شان میں نازل ہوا

دریا میں غرق ہونے والے بھی ہر سال کئی ایک ہیں۔ ہر سال کئی واقعات ہوتے رہتے ہیں ان کا جو انجام ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہیں ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ موسیٰ ندی نے حیدرآباد دکن میں وہ قیامت برپا کی کہ الامان والحفیظ۔ فرانس میں جو تباہی پڑی اس کا ذکر ابھی تک

اخباروں میں ہے۔ لیکن خدا اپنے پاک بندوں کے لئے یہی مصیبت نجات کا موجب بنا دیتا ہے۔ دیکھو پہلے جب حضرت موسیٰ بچے تھے اور ان کو دریا میں ڈالا گیا تو وہ بجائے غرق ہونے کے شاہی گھر میں پہنچے اور اس طرح پر اس غریب و کمسن بچے کا خادم بادشاہ اور بادشاہ بھی وہ جو خدائی کا دعویٰ کرنیوالا تھا بنایا گیا پھر جس دریا کے خوفناک سیلاب سے حضرت موسیٰ مع اپنی جماعت کے صحیح و سلامت نکل گئے اور اس طرح پر نہ صرف ڈوبنے سے بلکہ ہمیشہ کی غلامی سے بھی نجات پائی ؛

اسی دریا کے سیلاب میں فرعون اور اس کا لشکر معہ اپنے سازوسامان کے غرق ہوا اور وہ پانی ان کے لئے آگ بنگیا۔

ہزاروں گڈریئے باہر جنگل میں بکریاں چراتے ہیں ان کی جو زندگی ہے سب پر ظاہر ہے انسان اور حیوان کے درمیان حد فاصل یہی اصحاب ہیں مگر انہی گڈریوں میں سے ایک وہ گڈریئے بھی تھے جو آخر ایک قوم بلکہ ایک دنیا کے علماء و فضلاء و حکماء کی پاسبانی پر مامور ہوئے چنانچہ ان میں سے ایک کا نام موسیٰ علیہ السلام تھا۔

پس میرے دوستو! کسی کو مصیبت میں دیکھ کر جلدی سے رائے زنی شروع نہ کرو بلکہ تامل و تحمل سے کام لو اور عاقبت اندیشی کیساتھ اس کا انجام دیکھو جن لوگوں نے سیدنا حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ سے نکلتے ہوئے دیکھکر رائے زنی شروع کردی ہوگی کہ یوں ذلت ہوئی وہ آخر کار کیسے نادم کیسے ذلیل ہوئے ہونگے۔ یوسف ابھی لڑکا تھا کنوئیں میں ڈالا گیا غلام بنا پھر قید ہوا ان حالات میں جلد بازی سے کام لینے والے اُس وقت کیسے نادم ہوئے جب وہ تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔

حضرت موسیٰ اور ایک عبد من عباد اللہ کا بیان قرآن مجید میں ہے۔ دیوار کا بنانا اور ایک نوجوان کو قتل کر دینا۔ کشتی کو پھاڑ دینا پہلے ان کی نگاہ میں موجب اعتراض نہ تھے لیکن جب حقیقت کھلی تو اپنے اعتراضوں کی کمزوری کا علم ہوا ؛

وہ شخص کیسا نادان ہے جو دانے کو زمین میں رلتا ہوا پا کر حقارت سے دیکھے کیونکہ ایک دن وہی دانہ بار آور ہو کر جنت بن کر اسی شخص کا مایۂ حیات بننے والا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ مصائب نیکوں کی عزت میں فرق نہیں آتا کیا نبی کریم صلعم گاؤں سے نکلے تو ان کی عزت گھٹ گئی یا بڑھی یوسف علیہ السلام قید ہوئے تو ان کی عزت پر حرف نہ آیا شاہ منصور کو سولی دیا گیا تو کیا ان کی ولایت میں فرق آ گیا اسی طرح امام حسین میدان کربلا میں شہید ہوئے ظالموں نے گھوڑے کے پاؤں تلے ان کی لاشوں کو روندا مگر آج وہی حسین ہے جس کا ڈنکا ایک عالم میں بج رہا ہے اور وہ شمر و یزید ہیں کہ ان پر لعنتیں پڑ رہی ہیں

امام اعظم علیہ الرحمۃ سے اینٹیں چنوائی گئیں۔ غوث اعظم کا پانی بند کیا گیا۔ امام مالک کا بازو اکھیڑ اگیا امام بخاری نے ضاقت علی الارض بما رحبت پر یہ تمام مصیبتیں ہوا ہو گئیں اور حق تعالیٰ نے صلحائے امت میں سے ان کے متبعین کی ایک جماعت پیدا کر دی جو ہر نماز میں ان کیلئے دعا مانگتی ہے۔ غرض مصیبتیں ہر دو فریق پر آتی ہیں پر ان کا نتیجہ دونوں کے حق میں جدا جدا نکلتا ہے مومنین کی آزمائش و تمحیص مقصود ہوتی ہے پھر انہیں انعام ملتے ہیں لیکن فاسقین کے طرح طرح کے گندوں کا اظہار ہوتا ہے اور پھر ان پر تباہی آتی ہے۔ مصیبت میں مومنوں کے ایمان پختہ ہوتے ہیں اور وہ ایسے مشکلات میں اور بھی خدا کی طرف جھکتے ہیں تا دنیا میں ان کی قلبی کیفیت کا اظہار ہو۔ مومن مصیبت میں کبھی نہیں گھبراتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ زرگر جب بھٹی میں چاندی و سونا ڈالتا ہے تو اس کا مقصود جلانا نہیں ہوتا۔ جلتا تو فاسد مادہ ہے یعنی کھوٹ بلکہ وہ زیور بناتا ہے جو محبوب کے زیب گلو ہو یا اس کے ہاتھ میں پہنچے

اس مضمون کو پڑھ کر مندرجہ ذیل آیات کا مطالعہ ایک خاص لطف دیگا۔

(۱) ولنبلونکم بشیٍٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال

(۲) وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم

(۳) احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون

(۴) واذا ابتلی ابراھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن

(۵) وبلونٰھم بالحسنٰت والسیئات لعلھم یرجعون

(اکمل)

لوکان من عند غیر اللہ

لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا

آریہ مسافر آگرہ میں ایک مضمون "قرانی اختلافات" کے ہیڈنگ سے چھپا ہے مگر اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ راقم مضمون اختلاف کے معنے تک بھی نہیں جانتا کیونکہ جو آیات اس نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کی ہیں اُن کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون تعصب کے جوش میں اندھا ہو کر لکھا گیا ہے ورنہ اُس کی اصلیت کچھ نہیں چنانچہ ذیل میں ہم وہ آیات بھی درج کرتے ہیں اور اُن کے سمجھنے میں جو غلطی آریہ مہاشہ کو لگی ہے وہ بھی تحریر کرتے ہیں۔

(۱) اذ وعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ   ووعدنا موسیٰ ثلٰثین لیلۃ

جبکہ ہمنے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا   اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا

اس جگہ آریہ مہاشہ نے سراسر فریب دہی سے کام لیا ہے کہ اُس نے آیت کا آدھا ٹکڑا تو بیان کر دیا ہے اور باقیماندہ نہیں۔ آریہ مہاشہ نے ایسا کیوں کیا اُس کی وجہ سوائے دھوکہ دینے کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتی. کیونکہ اگر وہ تحقیق حق سے کام لیتا تو ان آیات کو پڑھ کر ایک لحظہ کے لئے بھی اُسے کوئی اختلاف نہ سوجھتا یہ آیت اصل میں یوں ہے۔ ووعدنا موسیٰ ثلٰثین لیلۃً واتممنٰھا بعشرٍ فتمّ میقات ربہ اربعین لیلۃً (اعراف)

یعنی ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا اور ہم نے دس راتیں اور بڑھا کر تیس کو پوری چالیس راتیں کر دیں اور یوں پروردگار موسیٰ کا وعدہ چالیس رات کا پورا ہوا۔ ناظرین! یہ اصل آیت ہے جو اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کرتی ہے۔ یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کرنے کے لئے دو دفعہ وعدہ کیا تھا ایک دفعہ تو تیس رات کا اور اُن کے گذرنے پر یا اُن کے ختم ہونے سے پہلے ہی پھر دوبارہ یہ وعدہ کیا کہ ہم دس رات اور بڑھا کر تم پر اپنا فضل کامل کرینگے۔ چنانچہ دوسری آیت جو آریہ مہاشہ نے لکھی ہے اس واقعہ کو باتفصیل بیان کرتی ہے۔ اور پہلی آیت میں جسے وہ دوسری کے مخالف کہتا ہے خدا تعالیٰ نے مجمل بیان فرمایا ہے کہ موسیٰ سے ہم کل چالیس رات ہی ہم کلام رہے

(۲) ولقد خلقنا الانسان من صلصالٍ من حماءٍ مسنون ہم نے انسان کو خلاصہ در خلاصہ شے سے پیدا کیا جو بدبو دار کیچڑ ہے۔	خلق الانسان من نطفۃٍ انسان کو نطفہ یعنی قلیل القدر شے سے پیدا کیا

اس جگہ نہ معلوم آریہ مہاشہ کو کونسا اختلاف معلوم ہوا ہے کہ خواہ مخواہ اپنی افترا پردازی کے نیچے ان آیات بینات کو بھی لے آیا ہے۔ مہاشے جی مہاراج! کیا وہ شے جو حماءٍ مسنون کا خلاصہ ہو نطفہ[۵] یعنی قلیل نہیں ہوسکتی۔؟

(۳) فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذٍ ولا یتساءلون پھر جب صور میں نفخ کیا جاویگا تو اس دن نہ تو ان کے درمیان رشتہ داریاں رہینگی اور نہ ہی وہ ایک دوسری کی بات پوچھ سکینگے	واقبل بعضھم علیٰ بعضٍ یتساءلون اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کرینگے۔

ناظرین! اس جگہ بھی مہاشے نے اپنی چالاکی اور خبث باطنی کو نہیں چھوڑا کاش وہ ایک جگہ بھی انصاف کو مدنظر رکھ کر بات کرتا۔ اور ہمیں یہ موقعہ نہ دیتا کہ ہم اس کے متعلق رنجدہ کلمات استعمال

۵؎ نطفہ کے معنے قلیل کے ہوتے ہیں اگر آریہ مہاشہ نطفہ کے معنے سے بے خبر تھا تب بھی ان آیات میں کسی قسم کا مخالف اور تضاد نظر نہیں آنا چاہیے تھا کیونکہ ظاہر ہے کہ میرا یہ بیان کہ انسان مٹی سے بنا ہے میرے اس بیان سے کہ انسان قطرہ منی سے پیدا ہوا ہے ہرگز متضاد نہیں ہوسکتا۔ کیا آریہ مہاشہ کے نزدیک اجمال کی تفصیل کرنا بھی ناجائز ہے۔ جو وہ ان آیات کو اعتراض کے نیچے لے آیا ہے جس بات کو اللہ تعالیٰ نے نطفہ سے کنایتًا بتایا اسی کو من صلصال من حماء مسنون میں سے مفصلاً بیان کر دیا۔ اعتراض کی بات کونسی ہوئی۔

کرتے۔ مگر کیا کریں ہیں مجبوراً پبلک کی خاطر اس کی افتراپردازیوں کی قلعی کھولنی پڑتی ہے۔ مندرجہ بالا آیات میں جو اختلاف نظر آرہا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ظالم مہاشہ نے اصل آیات کو کانٹ چھانٹ کر آدھی آدھی آیات ناظرین کے سامنے پیش کردی ہیں۔ بات تو تب انصاف کی ہوتی کہ مندرجہ بالا آیات کا ماقبل و مابعد بھی درج اخبار کرتا اور پھر ان میں اختلاف بتلاتا۔ وہ آیات بینات اصل میں یوں ہیں

حتی اذا جاءَ احدَھم الموتُ

یہانتک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آموجود

قال رب ارجعون لعلّی اعمل صالحاً

ہوگی تو یہ کہیگا اے میرے پروردگار مجھے ایک بار پھر لوٹا

فیما ترکتُ کلا انھا کلمۃٌ ھو قائلھا

تاکہ جسکو میں چھوڑ آیا ہوں اُس میں نیک عمل کروں۔ یہ

ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون

ہرگز نہیں یہ اس کے منہ کی بات ہے اور انکے واسطے ایک روک

فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم

ہے قیامت کے دنتک پس جس دن صور نفخ کیا جائیگا تو اسدن نہ تو

یومئذٍ ولا یتساءلون

انکے درمیان رشتہ داریاں ہونگی اور نہ وہ ایکدوسرے کی بات پوچھ سکینگے

واقبل بعضھم علی بعضٍ

اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر

یتساءلون قالوا انا کنا قبل فی

باتیں کرینگے کہ ہم اس سے پہلے اپنے

اھلنا مشفقین۔ فمنّ اللہ علینا

اہل میں (خدا تعالیٰ) سے خشیت کرتے تھے

ووقٰنا عذاب السموم

اور خدا تعالیٰ نے ہم پر فضل کیا اور ہم کو عذاب السموم سے بچالیا

اب مندرجہ بالا آیات سے ناظرین کو صاف معلوم ہوگیا ہوگا کہ ان میں مختلف گروہوں کا ذکر ہے۔ پہلی آیت میں تو اُن لوگوں کا ذکر ہے جو دُنیا میں بُرے کام کرتے رہتے ہیں اور پھر موت کے وقت اس بات کی خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ کاش ہم کو ذرا اور مہلت ملجائے تو ہم نیک اعمال کریں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن ان کے دنیاوی رشتہ دار کہ جن کی

وجہ سے وہ غفلتوں میں پڑے ہوئے ہیں کسی کام نہیں آئینگے بلکہ اُن کو اپنی مصیبت کی وجہ سے تو پوچھنا تک بھی محال ہو جاویگا اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کا ذکر کرتا ہے جو دنیاوی زندگی میں اپنے اہل و عیال میں بھی رہکر خدا تعالیٰ سے خشیت کرتے ہیں اور اس کی یاد سے غافل نہیں ہیں وہ اس دن خوشی و خرمی سے خدا تعالیٰ کے انعامات کا ذکر کرینگے۔ مگر آریہ مہاشہ نے ان دو قسم کے گروہوں کو ایک گروہ تبلا کر ناحق پبلک کو دھوکے میں ڈالا ہے

(۴) فالقیٰ عصاہ فاذا ھی حیۃ تسعیٰ
پس اُسنے اپنا عصا ڈالا تو اے تو وہ دوڑتا ہوا سانپ ہوگیا

فالقیٰ عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین
جب اُسنے اپنا عصا ڈالا تو اے تو وہ اژدہا ہوگیا

ایک چھوٹا بچہ بھی اس بات کو بخوبی جانتا ہوگا کہ اژدہا بھی سانپ کی قسم سے ہے مگر اسلام کی مخالفت کے جوش میں کیا مجال کہ آریہ مہاشہ اژدہا کو بھی سانپ سمجھے اور مجھے بھی کیونکر دیتا مہاج جو ہوئے۔

(۵) ان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون
بیشک ایک وقت تیرے رب کے نزدیک ہزار سال جتنا ہے جسکو تم گنتی کرتے ہو۔

تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہٗ خمسین الف سنۃ
ملائیکۃ اور روح اس کی طرف عروج کر جاتے ہیں ایک ایسے وقت میں جس کی تعداد پچاس سال ہے

ناظرین بھلے تو ان آیات بینات میں کوئی ایسی متضاد بات نہیں ملتی جو یہ اعتراض پیدا ہو سکے کہ یہ آیتیں ایک دوسرے کے نقیض ہیں۔ آریہ مہاشے نے بھی کوئی بات نہیں تبلائی کہ کیوں اس نے ان آیات کو پبلک کے سامنے پیش کیا ہے ہاں اگر اُس نے صرف اس وجہ سے ان آیات کو درج کیا ہے کہ ان آیات میں ایک وقت کی میعاد ایکہزار سال بیان کی گئی ہے اور ایک دوسرے وقت کی میعاد پچاس ہزار سال تبلائی گئی ہے تو یہ تو کوئی اعتراض کی بات نہیں

کیا یہ بیان بھی نہ جائے اعتراض ہو سکتا ہے کہ آریہ مہاشہ کے پیدا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ نے ۹ ماہ کی میعاد مقرر کی ہے اور ایک کتے کے پیدا ہونے کے لئے ڈھائی ماہ کی میعاد ہاں آریہ مہاشوں کا کوئی اعتبار نہیں جو خواہ مخواہ کھینچ تان کر بات کا تبنگڑ بنا دیتے ہیں ناظرین اصل میں پہلی میعاد خدا تعالیٰ نے ایک خاص قوم کی ہلاکت کے متعلق بیان فرمائی ہے اور دوسری میعاد بالکل ایک الگ میعاد ہے۔ یوم کے معنے دن ہی کے نہیں ہوا کرتے بلکہ مطلق وقت مراد ہوتا ہے۔ دن کے لئے خاص نہار کا لفظ آتا ہے۔

آریہ مہاشہ نے بھی غالباً لیل و نہار کی اصطلاح رات دن کے لئے استعمال کی ہوگی۔ انکار کر دے تو اس کا میں ذمہ دار نہیں

(۶) مَن ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضٰعفہ لہ اضعافاً کثیرا۔ (جو کوئی اللہ تعالیٰ کو اپنے مال سے) عمدگی سے کاٹ کریگا تو اللہ تعالیٰ اسے بڑھ چڑھ کر عنایت کریگا۔

یا ایھا الذین آمنو لا تاکلو الربو اضعافاً مضعفة

اے ایمان والو سود کو مت کھاؤ یعنی اپنے مالوں پر بڑھتا مال

(۷) قل یا ایھا الذین لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عابدون ما اعبد ولا انا عابد ما عبدتم

یعنی اے منکرو میں نہیں پوجنے کا وہ جسکو تم پوجتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنیوالے اُس ذات کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد یعنی پس ان مشرکوں سے تم بھی لڑائی کرو۔ جہاں کہیں کہ تم پاؤ۔ ان کو پکڑو اور قید کرو۔ ان کے لئے ہر گھات میں بیٹھ جاو

ناظرین میں نے پہلے سچ کہا تھا کہ آریہ مہاشہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اختلاف اور ضد کسے کہتے ہیں۔ آپ ہی انصاف سے کہیں کہ ان مندرجہ بالا آیات میں سے کونسی متضاد آیات آیتیں ہیں کہ جن کی وجہ سے آریہ مہاشہ کو سفت کی خانہ پری کرنی پڑی ہے کیا خدا تعالیٰ کا اپنی وسعت

رحمت کا جتلانا کہ جو شخص اُس کی راہ میں خرچ کریگا تو وہ اسپر بڑھ چڑھ کر فضل کریگا۔ اور ایمانداروں کو رحم و تلطّف کی تعلیم دینا یہ دو امر متضاد ہیں یا کہ مومن کا بت پرستی اور نفس پرستی سے بیزاری کا اعلان اس حکم کے متضاد واقع ہوا ہے کہ تم بھی اُن مشرکوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر جو تم سے صلاح رکھنا پسند کرتے ہیں اُن کے ساتھ تم بھی صلح رکھو جیسا کہ فاقتلوا المشرکین کی آیت کے پہلے ہی آتا ہے اِلّا الذین عاھدتّم من المشرکین ثم لم ینقصوکم ولم یظاھروا علیکم احدًا فاتمّوا الیھم عھدھم الی مدتھم۔ ان اللہ یحب المتقین یعنی تم اُن مشرکوں سے جنگ مت کرو جو اپنے عہد پر قائم ہیں اور تمھارے نہ کچھ نقصان کرتے ہیں اور نہ تم پر فوجکشی کرتے ہیں تم ان کے ساتھ ہی ان کے وقت تک عہد پر قائم رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ متقیوں کو پسند کرتا ہے۔ مگر آریہ مہاشہ نے نہایت دھوکے سے اِس حصّہ آیت کو چھوڑ کر اور باقیماندہ آیت پیش کرکے اپنی جہالت کا ثبوت دیدیا کہ وہ اختلاف کی حقیقت کو بھی نہیں جانتا۔ سنئے مہاشہ جی

. . . . دو امور میں اختلاف تب ہو سکتا ہے جبکہ ان کا مندرجہ ذیل امور میں اتحاد ہو (۱) موضوع (۲) محمول۔ سوئم مکان۔ چہارم زمانہ۔ پنجم قوت اور فعل۔ ششم شرط ہفتم جز اور کل ہشتم اضافت اگر آریہ مہاشے کو ان شرائط کی خبر نہیں تو وہ پہلے مجھ سے یا کسی اور معلم سے ان کو سیکھ لے اور پھر اس بات کی شیخی مارے کہ وہ اس کتاب میں بارہ ہزار اختلاف ثابت کریگا کہ جس کا ایک ایک نقطہ سچے موتیوں کی طرح عبارت کی لڑی میں پرویا ہوا ہے۔

(۸) وللہ المشرق والمغرب فاینما تولّوا فثمّ وجہ اللہ

اور اللہ ہی کا مشرق و مغرب ہے جہاں کہیں کہ تم متوجہ ہو گے وہیں خدا تعالیٰ کی بھی توجہ پاؤ گے۔

فولّ وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولّوا وجوھکم شطرہٗ

تو اپنے منہ کو مسجد الحرام کی طرف پھیر اور جہاں کہیں تم ہو اسی طرف اپنے منہ پھیرا کرو۔

ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔ آیات کے معانی تو خود سمجھتا نہیں اور یونہی الصاف پسند پبلک کو غلط فہمی میں ڈالتا ہے۔ مہاشہ جی! ذرا آنکھیں کھول کر دیکھئے کہ پہلی آیت کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ ہی کا مشرق اور مغرب ہے اے مسلمانوں! جہاں کہیں کہ تم اپنے مخالف پر بڑھو گے خدا تعالیٰ تمہارا ساتھ دیگا۔ اور تمہیں فتح دیگا۔ یہ ایک زبردست پیشینگوئی ہے جو مسلمانوں کی مشرقی و مغربی فتوحات کے متعلق ہے لیکن دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو حکم فرماتا ہے کہ تم نے میری عبادت کرتے وقت عزت والی مسجد کی طرف منھ کرنا تا تیرا منھ کرنا بھی میرے حکم کے ماتحت ہو اور جو اس طرح اسلام کا مفہوم ہے (یعنی ہر سکون و حرکت کا خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہونا) ہر طرح سے تیرے اقوال و افعال میں ظاہر ہو جائے۔ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو اپنے پیرو کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تیرا اُٹھنا یا بیٹھنا اور تیرا چلنا یا ٹھہرنا اور تیرا کھانا یا پینا اور تیرا بولنا و چپ ہونا غرضیکہ تیرا ہر ایک قول و فعل خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ نہ یہ کہ جسطرح دل نے چاہا شتر بے مہار کی طرح نفس کی باگ موڑ دی اے۔ آریہ مہاشہ یہی اصل اور حقیقی توحید ہے جو اسلام سکھلاتا ہے اور جس سے بید بے ثمر یا دیگر کتب خالی پڑی ہیں۔

(۹) ما ننسخ من آیۃٍ اَو ننسہا نات بخیرٍ منہا او مثلہا	واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلمتہ
ہم کوئی آیت منسوخ کردیں یا اُس کو ذہن سے دور کردیں تو اُس سے بہتر یا ویسی ہی ہم لے آتے ہیں (حالات زمانہ تغیر و تبدل ہوتے رہتے ہیں)	اور جو بات تیرے رب کی وحی سے تجھ پر نازل ہوئی وہ پڑھ دے خدا تعالیٰ کی بات کو کوئی بدلانے والا نہیں

مہاشہ جی بہتر ہوگا کہ آپ اپنی سمجھ کا علاج پہلے کرا لیجئے اور پھر کسی برتے پر اسلام کی مخالفت میں قلم اُٹھائیے کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آپ کی سمجھ میں کچھ فرق آیا ہوا ہے یا یہ مضمون

دیکھتے وقت نشے کی حالت ہوگی ایسی خوابیدہ اور مدہوش فطرت کو میں تو مخاطب بھی نہیں کرنا چاہتا۔ اگر یہ میری رائے درست نہیں ہے تو مجھے ہوش ٹھکانے سے اسبات کا جواب دیجئے گا کہ پہلی آیت میں جو خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جو نسخ یا نسی کسی آیت میں ہم کرتے ہیں تو نسخ کی حالت میں اس آیت سے بہتر آیت اور نسی کی حالت میں اُس جیسی آیت نازل کر دیتے ہیں اور دوسری آیت میں جو یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات کو کوئی بدلانے والا نہیں ان دو بیانات میں کونسا اختلاف ہے اجی نسخ یا نسی کا فاعل اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو قرار دیتا ہے اور لا مبدل لکلمتہ کا فاعل غیر اللہ کو ٹھہراتا ہے اور اس میں شک کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا سب کے سب اُس کی باتوں کے رد کرنے میں محض عاجز ہیں آریہ مہاشے کو یہ یاد رہے کہ واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلمتہ کے پہلے ایک زبردست پیشگوئی مسیح دجال کے متعلق تھی جو اس زمانہ میں لفظاً لفظاً پوری ہو کر لا مبدل لکلمتہ کی شہادت دی رہی ہے

مثلاً

قال ربی الذی یحیی ویمیت — ابراہیم نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

قال رب ارنی کیف تحیی الموتی — ابراہیم نے کہا کہ اے رب تو مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔

نادان آریہ نے اس جگہ پبلک کو ڈبل دھوکا دیا ہے کہ جو اُسنے نہ صرف مختلف المکان اور مختلف الزمان واقعات کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ بلکہ ساتھ ہی کانٹ چھانٹ بھی کی ہے ناظرین اصل میں دوسرا واقعہ الگ ہے اور پوری آیت یوں ہے قال رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی۔ ابراہیم نے کہا کہ اے رب تو مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیا تو اُس کے ساتھ ایمان نہیں لاتا۔ ابراہیم نے جواب دیا ہاں لاتا ہوں۔ لیکن کامل اطمینان قلب چاہتا ہوں۔ اب اس آیت میں کہاں یہ لکھا ہے کہ میرا رب مردے کو زندہ نہیں

کرتا تا کچھ اختلاف کی بات ہوتی۔ آریہ مہاشہ کو یہ بھی خبر نہیں کہ ایمان کے بھی درجے ہوتے ہیں۔ بھلا اگر میں کسی دھریہ کے سامنے یہ کہوں کہ میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لاتا ہوں اور پھر کسی دوسرے وقت یہ دعا مانگوں کہ اے اللہ مجھے اپنی ہستی پر کامل ایمان نصیب کر تو کیا ان میرے دو قولوں میں کچھ اختلاف ہوگا۔ ہرگز نہیں یہ محض جہالت ہوگی اگر کوئی تعصب سے یہ شور مچا دے کہ ان اقوال میں اختلاف ہے آریہ مہاشے کو یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلا قول ایک دہرئے کے سامنے کہا تھا اگر اُسے میری بات پر یقین نہیں آتا تو قرآن شریف کے تیسرے سپارے کے شروع میں دیکھ لے۔

(۱۱) لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی — وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ

کسی دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں کیونکہ نیکی کی راہ بدی کی راہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ — اور لڑو ان سے یہاں تک فتنہ و فساد دور ہو جائے اور دین اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہو جائے۔

ناظرین ان بدیہی آیات کو بھی مہاشہ نے متضاد سمجھ کر پبلک کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ مگر یہاں بھی مہاشہ جی نے اپنی خورد بُرد کرنے کی عادت کو نہیں چھوڑا۔ کاش! کہ وہ تمام آیت کو نقل کر دیتا اور خواہ مخواہ اپنی پردہ دری نہ کراتا۔ ہمنے تو آخر اُس غبار کو پبلک کی آنکھ سے دھونا ہی ہے جس کو اس نے بڑے فخر سے ڈالا تھا۔ ناظرین! اصل میں تمام آیت یوں ہے، وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ ط فان قاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکفرین فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ (اور جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے رستے میں اُن سے لڑو۔ اور زیادتی نہ کرنا۔ اللہ زیادتی کرنیوالے کو پسند نہیں کرتا اور اُن دشمنوں کو جہاں پاؤ

قتل کرو اور جہاں سے انھوں نے تم کو نکالا ہے تم بھی ان کو نکالو اور فساد ایسے جنگ سے بڑھ کر ہے اور جب تک کافر عزت والی مسجد کے پاس تم سے نہ لڑیں تم بھی اس جگہ ان سے نہ لڑو۔ اگر وہ تم سے لڑیں تو تم بھی ان سے مقابلہ اور جنگ کرو ایسے کافروں کی یہی سزا ہے ہاں اگر وہ باز آجائیں تو اللہ بلاشبہ بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے اور ان سے لڑتے رہو۔ یہانتک کہ فساد نہ رہے اور دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے) اب اس تمام آیت کو مدِ نظر رکھ کر ناظرین غور فرمائیں کہ کونسی متضاد بات یہاں موجود ہے جو آریہ مہاشے کو ایک خطرناک جرم کا ارتکاب کرنا پڑا کیا یہ حکم کہ تم ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر ہوشیار رہنا کہیں تم سے زیادتی نہ ہو جائے۔ ہاں اگر وہ باز آجائیں تو تمہیں بھی لڑائی سے ہاتھ اٹھا لینا چاہیئے۔ اور یہ حکم کہ دین کے بارے زبردستی اور جبر نہ کرنا دو متضاد امور ہیں۔ بلکہ یہ دو احکام عین ایک دوسرے کے مطالب کی تائید کر رہے ہیں۔ کیا اپنے بچاؤ کے لئے لڑنا یہ اس بات کو مستلزم ہے کہ دوسرے کے مذہب پر زبردستی ہی کی جائے ہرگز نہیں بلکہ یکون الدین للہ کے معنی ہی یہی ہیں کہ اس اکراہ کو دور کرنے کے لئے جنگ کرو تا ہر شخص اپنے اپنے مذہب پر آزادی سے قائم رہ سکے۔ مہاشہ جی اس بات کے سمجھنے کے لئے اپنی گذشتہ تواریخ پر نظر ڈالو کہ جب ہندوؤں کو بیرونی حملوں کا دفعیہ کرنا پڑا تو انہیں حملہ آوروں کے مذہب پر کونسی زبردستی کرنی پڑی تھی بس اگر اپنی حفاظت کیلیے خدا تعالیٰ نے اُن بے سرو سامان ظلم رسیدہ مسلمانوں کو (کہ جن کی تاریخ پڑھنے سے بدن پر لرزہ چھا جاتا ہے دل کڑھنے لگتا ہے اور آنسو ڈبڈبا آتے ہیں) یہ حکم دے دیا تو اس میں لا اکراہ فی الدین کے حکم کے متضاد کونسا امر ہوا ہاں اگر مہاشہ جی کو ویکون الدین للہ سے کچھ شک پڑتا ہے جبکہ مہاشہ جی نے ترجمہ ہی غلط کیا ہے تو یہ اسکی اپنی جہالت کا نتیجہ ہے نہ کہ اس آیت کا۔ آریہ مہاشہ ترجمہ اس آیت کا یوں کرتا ہے "یہانتک کہ اللہ کا دین ہو جائے" اسکا اگر عربی زبان میں ترجمہ کیا جائے تو

یہ ہوگا ویکون دین اللہ ط ناظرین خوب جانتے ہیں کہ آیت یوں نہیں ہے بلکہ یوں ہے ویکون الدین للہ ط یعنے اللہ کے لیئے دین ہو جائے یعنی لوگ اپنا دین محض اللہ تعالیٰ کی خاطر مانیں نہ یہ کہ آدمیوں کے خوف سے اس بات کی تائید ایک اور آیت بھی کرتی ہے جو اس طرح ہے ویکون الدین کلہ للہ ۔یعنی سب کے سب دین اللہ تعالیٰ کیلیئے ہو جائیں ناظرین آریہ مہاشے نے نہ صرف ان آیات میں کانٹ چھانٹ ہی کی ہے بلکہ ترجمہ بھی غلط کر کے پبلک کو سراسر غلطی میں ڈالا اور اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا اسلام ہرگز ہرگز دین کیخاطر لڑنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ وہ یہانتک تعلیم دیتا ہے کہ تم دوسروں کے معبد خانوں کی حفاظت کرو جیسا کہ اس آیت کا منشا ہے اذن للذین یقتلون بانھم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ط ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیعٌ وصلوٰتٌ ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا الخ یعنے جن مسلمانوں سے کافر لڑتے ہیں انکو بھی ان کافروں سے لڑنیکی اجازت ہے یہ وہ مظلوم لوگ ہیں جو صرف اتنی بات کے کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ناحق اپنے گھروں سے نکالدیئے گئے اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایکدوسرے سے نہ ہٹواتا رہتا تو نصاریٰ کے صومع اور گرجے اور یہودیوں کے عبادتخانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے گرلئے جاچکتے ناظرین یہ وہ آیات بینات ہیں جن سے اسلام کی صداقت ظاہر ہو رہی ہے یہ آریہ مہاشے اسلام کو اور مسلمانوں کو یونہی غلط واقعات پیش کر کے بدنام کر رہے ہیں اگر مسلمان قرآن شریف کی ان بدیہی آیات کی برخلاف یہہ تعدی جائز رکھتے تو یہ گزشتہ زمانے کے مندر اور گرجے جو پبلک آج دیکھ رہی ہے ہرگز موجود نہ ہوتے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ محمود نے سومنات کا بت توڑا اور

کئی ہزار اشرفیاں اس سے نکلیں یہ سراسر دروغ بے فروغ ہے کیونکہ سومنات کا بت تو بالکل ٹھوس تھا جیسا کہ سومنات کے لفظ سے ہی ظاہر ہے یہ سب افتراء پردازیاں بعد میں انہی مہاشوں نے گھڑیں جو محمود یا دیگر مسلمان فاتحوں کیساتھ مذہبی عداوت اور تعصب رکھتے تھے آجکل یہ مہاشے اس قسم کی افتراء پردازیوں میں کچھ تھوڑی کمی کرتے ہیں جو ہمیں گزشتہ زمانے کے حوالوں کی ضرورت پڑے ناظرین اسی ایک مہاشے کے مضمون میں دیکھ چکے ہیں کہ اسنے جھوٹ کا وہ طومار باندھا ہے کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں۔

(۱۱) وبینہما حجابٌ ۔۔۔۔ الخ فضرب بینہم بسورٍ لہٗ بابٌ ط باطنہٗ فیہ الرحمۃ من قبلہ العذاب ط یعنی انکے درمیان ایک دیوار حائل ہو جاویگی۔ اور جس میں ایک دروازہ ہوگا اسکے اندرونی طرف تو رحمت ہوگی اور باہر عذاب ہوگا۔

ناظرین! آپنے خیال فرمایا کہ آریہ مہاشہ نے بینہما حجاب یہ دو الفاظ کانٹ چھانٹ کر پبلک کے سامنے کیوں رکھدیئے ہیں ہائے تعصّب تیرا ستیاناس محض مغالطہ دینے کیواسطے۔ حالانکہ ان الفاظ میں کوئی معنوی اختلاف نہیں ہو مثلاً میں جو کہوں کہ آریہ مہاشے کی آنکھوں پر ایک حجاب ہے جس سے وہ سچائی کی باتوں کو دیکھ نہیں سکتا اور پھر یہ کہوں کہ آریہ مہاشے اور سچائی کے درمیان ایک رکاوٹ واقع ہے جس سے وہ حق و حکمت کی باتوں کو سمجھ نہیں سکتا۔ تو ظاہر ہے کہ میرے ان دو بیانوں میں کسی قسم کا اختلاف نہیں۔

ہاں اگر باب اور باطنہ فیہ الرحمۃ سے آریہ مہاشے نے پبلک کو فریب دینا چاہا ہے تو ناظرین میں آپکو ان آیات کے اصل مطالب سے بھی آگاہ کیئے دیتا ہوں بینہما حجابٌ کے سباق و سیاق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ

مومنوں اور کافروں کا ذکر کرتے کرتے یہ فرماتا ہے فاذن موذن بینہم ان لعنۃ اللہ علی الظلمین ۔ الذین یصدون عن سبیل اللہ و یبغونہا عوجا وھم بالاخرۃ کافرون و بینھما حجاب ۔ یعنے تب ایک پکارنیوالا ان میں پکار اٹھیگا کہ ان ظالموں پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہے جو اللہ تعالےٰ کے رستے سے لوگونکو روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھاپن و کجی تلاش کرتے ہیں اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ اور ان مومنوں اور کافروں کے درمیان ایک رکاوٹ حائل ہوجائیگی۔ ناظرین اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے یہ بتایا ہے کہ قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کے درمیان ایک معلق روکاوٹ حائل ہوجائیگی اور دوسری آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مومنوں اور منافقوں کا ذکر کرتے کرتے یوں فرماتا ہے یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین اٰمنوا انظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نورا فضرب بینہم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب یعنی تب مومنوں کی کامیابی دیکھکر منافق آدمی اور عورتیں سب کے سب مومنوں کو کہینگے کہ ہماری انتظار کرو یا یہ کہ ہماری طرف بھی نظر عنایت کرو کہ تمہارے اس نور کی روشنی سے ہم بھی فائدہ اٹھائیں تب انکو کہا جائیگا کہ پیچھے ہٹو۔ اور نور تلاش کرو۔ تب انکے درمیان ایک دیوار حائل ہوجائیگی جس میں ایک دروازہ ہوگا اسکے اندرونی طرف (یعنی مومنوں کی طرف) نور رحمت ہوگی اور باہر اسکے سامنے عذاب وہ منافق پکارینگے کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ تو جواب دینگے ہاں تھے مگر تمنے اپنی جانوں کو فتنے میں ڈالا تم کسی اور بات کا انتظار کرتے رہے اور شک و شبہ میں پڑے رہے تمکو تمہاری آرزوؤں نے دھوکا دیدیا الاخر الجزو ۲۷ سورہ حدید۔

ناظرین ان مذکرہ بالا آیات سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ ان آیات میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ پہلی آیت میں مطلق کا فرونکا ذکر تھا۔ اور دوسری آیت میں منافقوں کا تو بتائیے کہ ان آیات میں تناقص کونسا ہوا ہاں اگر یہ سوال پیدا ہو کہ منافقوں اور مومنوں کے درمیان جو ایک اوٹ قائم ہوگی۔ تو اس میں ایک دروازہ کیوں ہوگا۔ تو اسکا جواب اول یہ ہے کہ دروازہ کے ہونیسے بھی دونوں آیات میں تناقص لازم نہیں آتا۔ کیونکہ حجاب تو ہر صورت میں حجاب ہی ہے خواہ دروازہ ہو یا نہ ہو لیکن ناظرین کی دلچسپی کے لیئے میں اسکی وجہ بھی بیان کئے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات بڑی ہی رحیم و کریم ہے جو کسی کے عمل کو خواہ ایک ذرہ ہی ہو ضایع نہیں ہونے دیتی۔ جیسا کہ اسنے ارشاد فرمایا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ ط یعنے جو کوئی ذرہ بھر نیکی کریگا۔ وہ اسے دیکھ لیگا۔ اور جو کوئی ذرہ بھر بدی کریگا۔ وہ بھی اسے دیکھ لیگا۔ قیامت کے دن ہر ایک شخص کے اعمال شکلوں اور صورتوں میں متمثل ہو کر ظاہر ہونگے۔ اسبات کا سمجھنا بعید از عقل نہیں کیونکہ عالم خواب میں بسا اوقات ایسا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ جو کوئی سخت بخار یا طاعون میں مبتلا ہونیکو ہوتا ہے وہ اپنے آپکو آگ میں دیکھتا ہے چنانچہ مینے بھی ایکدفعہ خواب میں طاعون کو آگ کی شکل میں دیکھا تھا۔ اور ناظرین چراغدین جمونی سے خوب واقف ہونگے جس نے خواب میں دیکھا تھا کہ اسکے گھر آگ لگ گئی ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چند روز کے بعد وہ معہ اپنے کنبہ کے طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ غرضیکہ اعمال کا قیامت کے دن صورتوں میں متمثل ہونا بعید از عقل نہیں ہے اب چونکہ دنیا میں منافق لوگ اپنے آپکو مومن ظاہر کرتے ہیں اور اس طرح سے اپنے اور مومنوں کے درمیان ایک قسم کا تعلق کا دروازہ

کھوٹے رکھتے ہیں اور ہاں میں ہاں ملا دینا اپنے حصول اغراض کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں حالانکہ دراصل مومنوں سے کوئی حقیقی تعلق نہیں ہوتا۔ لہٰذا قیامت کے دن بھی ایک ایسی دیوار انکے درمیان حایل ہوگی جس میں منافق لوگ دنیوی دروازہ کی طرح ہی ایک دروازہ پائینگے اور جسطرح مومنوں سے دنیا میں فائدہ حاصل کرنیکی کوشش کیا کرتے تھے ویسا ہی اُسدن بھی کرینگے انظرونا نقتبس من نورکم مگر ان کی یہ کوشش محض بے سود ہوگی کیونکہ آخرت دارالابتلا نہیں بلکہ دارالجزا و سزا ہے اور ایسا ہی چونکہ دنیا کی زندگی میں مومنوں اور کافروں کے درمیان کسی قسم کا تعلق نہیں ہوتا نہ ظاہری نہ باطنی بلکہ کافر لوگ مومن لوگوں کے جانی دشمن ہوتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن بھی ان محجوب الفطرت کافروں اور مومنوں کے درمیان کوئی تعلق نہ ہوگا۔ بلکہ ایک مطلق حجاب واقعہ ہو جائیگا۔

ناظرین! یہ فلاسفی ہے ان ہر دو مختلف قسم کے حجابوں کی جو اللہ تعالیٰ نے کافروں اور منافقوں کے روحانی حالات کے مطابق مقرر کئے ہیں اور جن پر نادان آریہ نے اعتراض کر کے اپنی جہالت اور خباثت کا اظہار کیا ہے آریہ مہاشوں کو یہ یاد رہے کہ قرآن کریم وہ پاک کتاب ہے جسکا ایک ایک لفظ عبارت کی لڑیوں میں اس حکیم مطلق کے ہاتھ سے پرویا گیا ہے۔ کہ جس کے قبضہ قدرت کے زیر یہ تمام نظام عالم توانین سے منضبط ہو کر چل رہا ہے اس ایک کتاب کا یہ دعوٰی ہے کہ لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً اگر یہ غیر عنداللہ سے ہوتی تو اس میں اختلاف کثیر ہوتا۔ آریہ مہاشے کو میں اس کے ویدک دھرم کی قسم دیتا ہوں کہ اگر وہ اپنی بات کا پورا ہے تو وہ پبلک کے سامنے ان بارہ ہزار اختلاف کو پیش کر دکھائے۔ جس کا اس نے مسافر آگرہ کے پرچوں میں دعوٰی کیا ہے۔

(سید ولی اللہ شاہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۵

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مجرب دوائیں جو ۲۶ برس سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں

کھانسی کی دوا

یہ دوا اچھا ہے کہ جسے کھانسی و کف کی بیماری ہو اسکو آرام کرتی ہے اس میں یہ فوائد ہیں (۱) سردی کی کھانسی کو دبانا (۲) کف کو پتلا کرنا (۳) کف کو نکالنا (۵) سوکھا کھانسی کو روکنا قیمت بڑی شیشی بیس خوراک ۱۲ محصولڈاک ۸ چھوٹی شیشی سولہ خوراک ۸ پیکنگ و محصولڈاک ۵

اس دوا پر مہاراجہ دل گنجن سنگھ صاحب کی رائے

دیو بہادر فیوڈیٹری چیف پٹنہ اسسٹنٹ بولانگیر ضلع سمبھل پور سے لکھتے ہیں جناب من آپکی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کیلیئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل دفع ہو گئی مجھے صرف خوراک سے زیادہ مہینے کی ... ہوئی کھانسی مجھے بہت دنوں سے تکلیف دے رہی تھی اسواسطے دوبارہ آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں

درد سر و ریاح کی دوا

یہ اچھی درد لحظہ میں ... ہو جاتا ہے دوا لحظہ میں اسکو پانی کر دیتا ہے درد ریاح جیسے چلیں چمک ٹپک رگوں میں ہر من کنگنی ... سے جو کہیں چھپاتے ہو تو اس دوا سے بآرام ہو جائے گے چاہے جسم کے کسی حصہ میں ایسا درد ہو اس سے مٹجایگا درد سر کے واسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فائدہ ہے نصف سر میں کیسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے اور پھر ... نہیں اگر سر کٹ جاتا ہو اڑ جاتا ہو اس دوا سے فوراً بند ہو جاتا ہے ان دنوں لوگ ذرا ذرا باتوں میں دکھایا کرتے ہیں کام میں محنت کی باتوں میں فکر تردد میں عیش و عشرت میں منکورات اور ... بنایا کرتے ہیں کل ... سر پر آ جاتی ہیں اسلیے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کے لیئے اسکے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے اسلیئے ہر خاص و علم کو یہ دوا گھر میں رکھنا لازم ہے قیمت ۱۲ ڈبہ معہ محصول

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند سٹریٹ کلکتہ